اخلاقیات

7

جماعت ہفتم

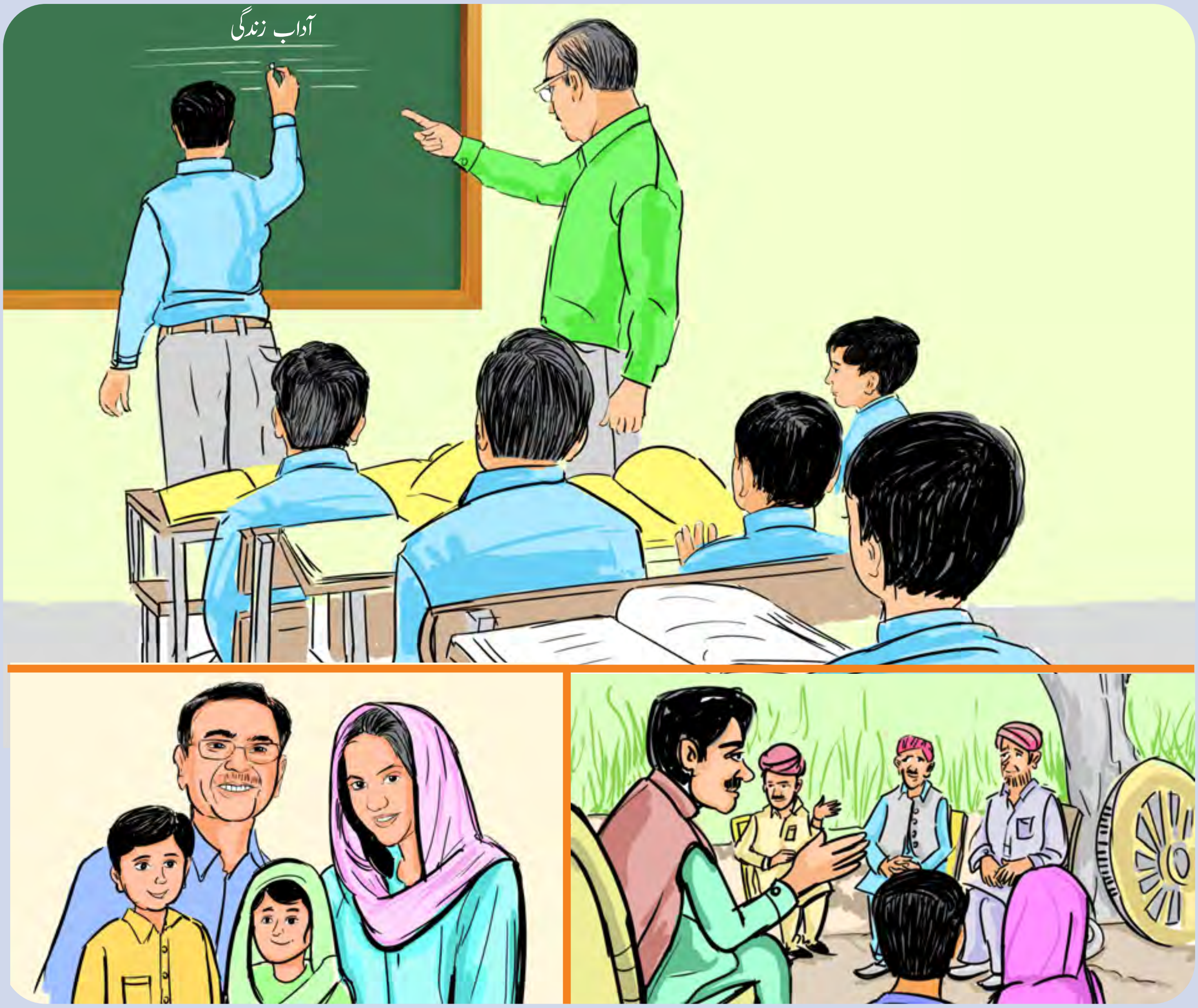

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

اخلاقیات

(ETHICS)

7

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

تیار کردہ: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور
منظور کردہ: پنجاب کریکولم اتھارٹی وحدت کالونی لاہور
بموجب سرکلر نمبر PCA-13/318 مورخہ 2 فروری، 2013ء

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز، گائیڈ بکس،
خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مصنف: ڈاکٹر سیّد شفقت علی شاہ
اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن، فوارہ چوک کیمپس، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

ایڈیٹر: لیقہ خانم (ڈپٹی ڈائریکٹر)

ڈائریکٹر مسوّدات: فریدہ صادق
زیرِ سرپرستی: لیقہ خانم ، اصغر علی گِل
لے آؤٹ/ڈیزائننگ: منال طارق
ڈپٹی ڈائریکٹر (آرٹ اینڈ ڈیزائن): غلام محی الدین
کمپوزنگ: محمد اظہر

فہرستِ مضامین

باب	عنوانات	صفحہ	باب	عنوانات	صفحہ
1	مذاہب کا تعارف	1-12		خوشحالی	45-65
	مذہب ایک تعارف			ایمانداری	
	انسانی ترقی میں مذاہب کا کردار			ایمانداری کی اہمیت	
2	مذہب زَرتُشت	13-19		گھر میں ایمانداری	
	تعارف			سکول میں ایمانداری	
	زَرتشت مذہب کا ارتقا			سچائی	
	زَرتشت مذہب کی مذہبی			ہمیشہ سچ بولو	
	زَرتشت مذہب کی مذہبی کتاب			غلطی کا اعتراف	
3	پاکستان میں مذہبی تہوار	20-30		ایک گائے اور بکری	
	عیدالاضحیٰ		5	آداب	66-76
	ایسٹر			گفتگو کے آداب	
	ہولی			اشاروں کی زبان	
	نوروز			ٹیلی کمیونیکیشن (Telecommunications)	
4	اخلاقی اقدار	31-44	6	شخصیات	77-85
	پابندی وقت دراصل تعمیر ملت ہے			حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا (حالاتِ زندگی و کردار)	
	اخوت کی برکتیں			زَرتشت (حالاتِ زندگی و کردار)	
	آؤ مل کر کھیلیں			مقدس توما رسول (حالاتِ زندگی و کردار)	
	میرے دوست			مقدس تُوما رسول کی خدمات	
	ہم ایک ہیں			فرہنگ	86-92

پیش لفظ

دُنیا میں نقطۂ آغاز سے لے کر آج تک جب سے انسان نے آنکھ کھولی اس نے صرف اپنے لیے جینا نہیں سیکھا بلکہ دوسروں کو بھی رہنے سہنے اور جینے کے ڈھنگ سکھائے ہیں اور سکھا تا رہے گا۔ شاید اس کی بنیادی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ بعض مفکرین کے نزدیک لفظ ''اِنسان'' نسیان سے نکلا ہے جس کے معنی غلطی کرنے یا بُھولنے کے ہیں اور بعض کے نزدیک لفظِ انسان ''اُنس'' سے نکلا ہے جس کے معنی پیار اور محبّت کے ہیں۔ بہرحال اگر دونوں معانی کو یکجا بھی کرلیا جائے تو بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ انسان غلطی بھی کرتا ہے اور بُھول بھی جاتا ہے۔ پیار و محبت کا عنصر اس کی گُھٹّی میں سمایا ہوا ہے۔ اب دونوں الفاظ کے مرکّب سے ہی پوری انسانیت کی گاڑی چل رہی ہے۔ انسان معاشرتی ترقی کے لیے نت نئے تجربات کررہا ہے۔ نئی نئی ایجادات اور سہولیاتِ زندگی کو متعارف کرواتا چلا آرہا ہے۔ یہ سوچے بِنا کہ اس کی اس ٹیکنالوجی یا ایجاد سے کس قبیلے، قوم، خطے یا کس مذہب کے لوگ استفادہ کریں گے! قطع نظر اس کے تمام لوگوں کو زندگی گزارنے اور ان سہولیات کو استعمال کرنے کا پورا حق ہوتا ہے، جس کام کے لیے ماہرین کی بہت زیادہ محنت شامل ہوتی ہے۔ ان کی یہ محنت صرف اور صرف اپنی ذات کے لیے ہی نہیں ہوتی بلکہ پوری انسانیت کے پیار و محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے، اگر اب تمام سہولیات کو سامنے رکھ کر ان کو دو حصوں میں تقسیم کرکے دیکھا جائے تو ایک مادی قسم کی سہولیات ہیں اور دوسری روحانی، مادہ اور روح اکٹھا کردیا جائے تو ایک جیتا جاگتا انسان بن جاتا ہے لیکن اگر ان کو الگ کردیا جائے تو سب کچھ ختم ہوجائیگا۔ روحانی بالیدگی کے لیے مذاہب نے ذمہ داری لی ہوئی ہے جو اپنی تعلیمات کے ذریعے ضابطۂ حیات فراہم کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ہر مذہب نے انسانوں کو زندگی گزارنے کے ڈھنگ سکھائے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرنے، بات کرنے، معاہدہ کرنے، تجارت کرنے، رشتہ داری کرنے، غرضیکہ ہر پہلو پر راہنمائی فراہم کی ہے۔ ان سب کا مقصد انسان کو سہولتیں بہم پہچانا ہے اور دُنیا کو امن وآشتی کا گہوارہ بنانا ہے۔

ہاں البتہ کچھ نااندیش سوچ کے حامل افراد کی وجہ سے جب لوگ اپنے مذاہب کی اخلاقی تعلیمات سے سرکشی اختیار کرتے ہیں تو فتنہ وفساد برپا ہوتا ہے پھر صورتِ حال جنگ وجدل کی بن جاتی ہے اور بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس کائنات کے اندر جتنے افراد بستے ہیں سب ایک ہی طرح پیدا ہوتے اور مرتے ہیں۔ ان کو سانس لینے کے لیے اسی فضا کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ کسی کو کسی دوسرے فرد کے حصے کی آکسیجن چھیننے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ نہ ہی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ میرے حصے کی آکسیجن ہے اور یہ تیرے حصے کی۔ یہ ایک عالمگیر انعام ہے جو کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ شاید اسی لیے ہر انسان کو بلاتخصیص میسّر ہے۔

اسی طرح ایک اور بات پر غور کیا جائے کہ انسان جب حادثات کا شکار ہوتے ہیں تو انہیں ہسپتالوں میں علاج کے لیے لایا جاتا ہے اگر مریض کو خون کی ضرورت پیش آتی ہے تو جس کا خون دستیاب اور مریض کے خون کے گروپ کے ساتھ مطابقت کرتا ہو تو لگا دیا جاتا ہے۔ بروقت طبی امداد ملنے سے انسان تندرست ہوجاتا ہے۔ کبھی مریض نے یہ سوال نہیں کیا کہ خون ہندو کا ہے، پارسی کا ہے، مسیحی کا ہے، یا مسلمان کا، جب خون گروپ کی بنیاد پر مطابقت مانگتا ہے تو پھر سب انسانوں کو ایک ہی فضا میں جینے کا پُورا پُورا حق ہے۔ درج بالا باتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اخلاقیات جماعت ہفتم کی زیرِ نظر کتاب میں معاشرہ کو خوبصورت بنانے کے لئے ایک دوسرے کو برداشت کرنے، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے اور جاننے کے لیے مختلف مذاہب کی تعلیمات کا کچھ حصہ شامل کیا جارہا ہے تاکہ اس کے مطالعہ کے بعد طلبہ میں دوسرے مذاہب کے بارے میں موجود تعصّبات ختم ہوجائیں اور آپس میں پیار و محبت کے ساتھ رہیں۔ ہمارے پیارے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ جہاں مسلمانوں کے علاوہ ہندو، سکھ، پارسی اور مسیحی بھی آباد ہیں۔ یہ ملک ہم سب کا ہے، سب کو چاہیے کہ وہ اپنے اپنے عقائد و نظریات کے مطابق زندگی گزاریں، ایک دوسرے کے دُکھ، درد اور خوشیوں میں شریک ہوں اور مُلکِ پاکستان کی بقا، سلامتی اور ترقی کے کوشاں رہیں۔

(مُصنّف)

1 مذاہب کا تعارف

☆ مذہب کا ایک تعارف

عربی زبان میں مذہب کے معنی راستہ کے ہیں۔ مذہب کے لغوی معنی ''چلنے کا راستہ'' یا ''زندگی گزارنے کا راستہ'' ہیں۔ انگریزی زبان میں مذہب کا مترادف لفظ "Religion" ہے جو لاطینی زبان سے ماخوذ ہے اور اس کا مفہوم نظریہ، عقیدہ، پوجا پاٹ یا پرستش کا نظام ہے۔ قرآن مجید میں مذہب کے ہم معنی الفاظ ''دین''، ''منہاج'' اور ''سبیل'' استعمال ہوئے ہیں جن کا مشترک مفہوم ''وہ راستہ جس پر چلا جائے'' کے ہیں۔ المختصر وہ ضابطہ حیات جس پر عمل کر کے انسان دُنیا و آخرت میں فلاح پا سکے، مذہب کہلاتا ہے۔

مذہب کے بنیادی عناصر

مذہب کے بنیادی عناصر تین ہیں جو کم و بیش ہر مذہب میں موجود ہیں۔

(1) عقیدہ (2) رُسوم (3) اخلاق

عقیدہ: عقیدہ لفظ ''عقد'' سے بنا ہے، جس کے معنی ہیں کسی چیز کو باندھنا، گرہ لگانا، لہٰذا عقیدہ مضبوط بندھی ہوئی گرہ کو کہتے ہیں۔ شریعت میں عقیدہ دین سے متعلق اس خبر یا بات کو کہتے ہیں جو دل میں اس طرح سما جائے کہ اس کے خلاف سوچنے یا عمل کرنے کی ہمت نہ ہو اور اس کے خلاف سُننے یا دیکھنے سے دل پر چوٹ سی لگے، لہٰذا عقیدہ، مذہب میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

رُسوم: رُسوم رسم کی جمع ہے، جس کے معنی نشان، نقوش، آئین، قانون اور عادتیں ہیں۔ یہ مذہب کا دوسرا بڑا اہم عنصر ہے۔ یہ عنصر براہِ راست اصل وحی سے ماخوذ ہوتا ہے۔ مذہب میں رُسوم کی حیثیت بڑی اہم ہے، ان کے بغیر مذہب کے وجود کا تصور ممکن نہیں۔ بہت سے معاشروں میں مذہبی عقائد و رُسوم، طریقِ حیات کو ایک عملی اکائی کی شکل دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ہر معاشرے میں الگ الگ صورتوں میں موجود ہیں۔ مذہبی رسومات کی ادائیگی سے انسان اپنے لیے تسکین کا پہلو تلاش کرتا ہے۔ ان رسومات میں عبادت، حمد و ثنا، رکوع و سجود، کارِ خیر، ہمدردی، خوف، محبت، پاکیزگی، رحم دِلی اور ان جیسی اور بھی معاشرے کی بھلائی کے لیے اچھی رسومات شامل ہیں جن کی پابندی کر کے انسان اپنے آپ کو اُخروی زندگی میں کامیابی کی طرف لاتا ہے۔

اخلاق: اَخلاق خُلق کی جمع ہے جس کے لُغوی معنی پسندیدہ عادتیں، اچھی خصلتیں یا اچھا برتاؤ کے ہیں۔ ہر مذہب اپنے ماننے والوں کو اچھے اخلاق کی تاکید کرتا ہے۔ جب تک انسان اخلاقِ حَسنہ کو نہیں اپناتا اس وقت تک معاشرے میں خوبصورتی نہیں آسکتی۔ اخلاق مذہب کا وہ بنیادی عنصر ہے جس سے متاثر ہو کر دوسرے مذاہب کے لوگ بھی کھینچے چلے آتے ہیں۔

ہندو دھرم:

یہ دنیا کا قدیم ترین دھرم ہے۔ مسیحیت اور اسلام کے بعد دنیا کا تیسرا بڑا مذہب ہے۔ اس کے ماننے والوں کی تعداد ایک بلین سے زیادہ ہے۔ اس کے ماننے والوں میں سے 90% جنوبی ایشیا میں بستے ہیں۔ خاص کر انڈیا، نیپال، سری لنکا اور بھوٹان میں زیادہ ہندو آباد ہیں۔ دوسرے ممالک میں سے بنگلہ دیش، پاکستان، انڈونیشیا، ملائیشیا، وغیرہ میں بھی کافی تعداد میں ہندو آباد ہیں۔

زَرتُشت مذہب:

زَرتُشت مذہب ,مشہور عالمی مذاہب میں سے ہےلیکن یہ امر خاصہ تعجب خیز ہے کہ ان تمام عالمی مذاہب میں سے جو صدیوں سے زندہ ہیں، ان میں سے ایک ہونے کے باوجود اس کے ماننے والوں کی تعداد انتہائی قلیل ہے۔ زرتشت مذہب میں جو اخلاقی تعلیمات ملتی ہیں ان میں طہارتِ افکار، سچائی، راست بازی، خدمتِ خلق اور امداد کرنا، بنیادی ہیں۔

بُدھ مذہب:

بُدھ مذہب بھی دُنیا کے قدیم مذاہب میں سے ہے۔ایک تحقیق کے مطابق بُدھا کے ماننے والوں کی تعداد 500 ملین ہے۔سنسکرت میں بُدھ کے معنی ''عارف'' اور ''نور'' کے ہیں یعنی ایسا آدمی جسے معرفتِ الٰہی حاصل ہوگئی ہو اور دنیا کی تاریکی سے باہر نکل آیا ہو نیز انسانیت کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف بُلا رہا ہو۔ بدھ مذہب کے پیروکاروں کی زیادہ تعداد چین، برما، نیپال، تبت، بھوٹان اور سری لنکا میں آباد ہے۔

مسیحیت:

مسیحیت بلحاظ آبادی دُنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ اس کے ماننے والے دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں پائے جاتے ہیں اور کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں مسیحیت کے قدم نہ پہنچے ہوں۔ دُنیا کی تقریباً 7.8 بلین کی آبادی میں مسیحی تقریباً 2.6 بلین ہیں۔

اسلام:

مسیحیت کے بعد بلحاظ آبادی دُنیا کا دوسرا بڑا مذہب ''اسلام'' ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد 1.8 بلین کے قریب ہے اور یہ دُنیا کے تمام براعظموں میں موجود ہیں۔

سکھ مذہب:

سکھ مذہب آبادی کے لحاظ سے دُنیا کا پانچواں بڑا مذہب ہے۔ اس کے بانی کا نام گورونانک صاحب دیو جی ہے۔لفظ ''سکھ'' کا معنی سیکھنے والا یا شاگرد کے ہیں۔سکھوں کا عقیدہ ہے کہ کائنات کو بنانے والا ایک خدا ہے سکھ مذہب کی مذہبی کتاب کا نام ''گوروگرنتھ صاحب'' ہے جو کہ گورمکھی (پنجابی) زبان میں لکھی گئی ہے۔

آغازِ کائنات سے مذہب اور تہذیب کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ جہاں کہیں انسانی زندگی میں سلیقہ، شائستگی، حُسن وزیبائش نظر آئے گی وہاں مذہب کا چرچا بھی ہوگا۔ ہر سچا مذہب ابدی تہذیبی صداقتوں کا مجموعہ ہے جنہیں خالقِ کائنات نے انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنے نیک بندوں کے ذریعے پہنچایا ہے۔ یہ وہ اقدار ہیں جن پر قدامت اور فرسودگی کا سایہ نہیں پڑ سکتا، جو ہر دور اور ہر زمانے کے لیے یکساں سچی ہیں اور جن میں وقت کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان کے لیے ماضی، حال اور مستقبل مساوی ہیں اور اسے زمان ومکان کی کوئی مجبوری لاحق نہیں۔جس طرح سورج ''پُرانا'' ہونے کے باوجود ہر صبحِ نو کے دامن کو نئی روشنی سے بھر دیتا ہے اسی طرح مذہب اور دینی تعلیمات بھی تہذیب کی ہر گردش اور تاریخ کی ہر پیش قدمی کے لیے تازہ پیام کی علَم بردار ہیں۔

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

زندگی کی شبِ تاریک صرف مذہب ہی کی روشنی سے منور ہو سکتی ہے جو دُنیا کی سب سے بڑی اخلاق ساز قوت ہے۔ اس وقت دنیا میں جہاں کہیں نیکی کا اُجالا اور اچھائی کا نور ہے۔ جہاں کہیں بھی نیت کا خلوص اور دل کی صفائی کی تنویر ہے وہ صرف مذہبی تعلیم وتربیت کا نتیجہ ہے۔

مشق

1- درج ذیل سوالات کے مفصل جوابات لکھیے۔

(i) مذہب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

(ii) مذہب کے بنیادی عناصر کون سے ہیں؟ ہر ایک کی تعریف کریں۔

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

(i) عَرَبی زبان میں مذہب کے کیا معنی ہیں؟

(ii) قرآن مجید میں مذہب کے ہم معنی الفاظ کون کون سے ہیں؟

(iii) عقیدہ سے کیا مراد ہے؟

(iv) رُسُوم کو مذاہب میں کیا مقام حاصل ہے؟

3- درست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) مذہب کے لغوی معنی ---------------- ہیں۔

(ا) گرہ باندھنا　　(ب) مضبوطی سے پکڑنا

(ج) انسان کی زندگی کو بہتر بنانا　　(د) زندگی گزارنے کا راستہ

(ii) میسیحیت بلحاظ آبادی دنیا کا سب سے ---------- مذہب ہے۔

(ا) بڑا　　(ب) چھوٹا　　(ج) پرانا　　(د) نیا

(iii) مذہب کے بنیادی عناصر ---------- ہیں۔

(ا) عقیدہ، رُسُوم، اخلاق　　(ب) اخلاق، رُسُوم، سچائی

(ج) نیکی، پرہیزگاری، عقیدہ　　(د) رُسُوم، عبادات، اخلاقیات

4- صحیح جملے کے سامنے (ص) اور غلط کے سامنے (غ) لکھیے۔

(i) انگریزی زبان میں مذہب کا مترادف لفظ Religion ہے۔

(ii) زَرتُشت مذہب کے ماننے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

(iii) ہندو مذہب دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے۔

(iv) میسیحیت بلحاظ آبادی دوسرا بڑا مذہب ہے۔

(v) دنیا میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً 1.8 بلین ہے۔

سرگرمیاں

(i) اپنی جماعت کے چار گروہ بنائیں اور تمام گروہ سبق میں موجود مذاہب کے بارے میں تبادلہ خیال کریں۔

(ii) طلبہ سبق میں موجود مذاہب کی چیدہ چیدہ رسومات کا چارٹ لکھ کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) بچوں کو مذاہب میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے ان میں پائی جانے والی اچھی باتوں کی اہمیت بتائیں اور امن و آشتی کی فضا کو پیدا کرنے کے لیے ایک دوسرے کا احترام کرنے اور برداشت کرنے کا درس دیں۔

انسانی ترقی میں مذاہب کا کردار

فنونِ لطیفہ

روزِ اول سے مذہب نے انسان کی زندگی پر گہرے اثرات ڈالے ہیں، اگر ہم دُنیا کے اندر رونما ہونے والی تبدیلیوں کا بغور جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر تہذیب میں مذہب کا نمایاں کردار رہا ہے۔ یہ اثرات تمام شعبہ ہائے زندگی پر واضح طور پر محسوس کیے جا سکتے ہیں مثلاً طرزِ رہائش، بود و باش، فنِ تعمیر، زبان و ادب، فنون لطیفہ، اخلاقیات، رویے وغیرہ۔ اختصار کے لیے ہم یہاں صرف فنونِ لطیفہ، صوفیانہ شاعری اور فنِ تعمیر پر مذہب کے اثرات کا جائزہ لیں گے۔

فنونِ لطیفہ انسان کی تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ جن میں انسان کے ذہنی، جذباتی اور روحانی افکار کا دخل ہوتا ہے۔ ہر مذہب کی عکاسی، ترقی اور اس کو اُجاگر کرنے میں فنونِ لطیفہ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ فنونِ لطیفہ میں مصوری، موسیقی، مجسمہ سازی وغیرہ شامل ہیں۔ مصّوری کے حوالے سے ایک تصویر کو ایک ہزار لفظ کے برابر شمار کیا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم فنون لطیفہ پر مختلف مذاہب کے اثرات کا جائزہ لیتے ہیں۔

1۔ ہندو دھرم:

ہندو دھرم برصغیر کا قدیم ترین مذہب ہے۔ ہندو دھرم میں موسیقی، رقص، مجسمہ سازی وغیرہ کی اجازت ہے بلکہ یہ ہندو دھرم کا لازمی حصہ ہیں۔ لہٰذا اس حوالے سے ان فنون پر ہندو دھرم نے گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ ہندوؤں کی عبادت گاہ مندر اس حوالے سے اپنی مثال آپ ہیں، مثلاً شیوا پہاڑی کا مندر، کیلا شا مندر وغیرہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجسموں کی شکل میں مندروں پر بنائی گئی انسانی زندگی کے مختلف اَدوار کی تصاویر، جانوروں کے مجسمے، ستونوں اور دیواروں پر مصوری اور نقش و نگار فنون لطیفہ کے بہترین نمونے ہیں۔ جن میں مذہبی عقائد کی عکاسی کی گئی ہے۔ موسیقی چونکہ مذہب کا بنیادی حصہ ہے لہٰذا اس حوالے سے موسیقاروں نے بہت کام کیا۔ نئے راگ ایجاد کیے۔ نئے ساز بنائے۔ رقص بھی ہندو دھرم کا لازمی عنصر ہے۔ مرد اور عورتیں دونوں مختلف مذہبی تہواروں پر ناچ کر دیوتاؤں کو خوش کرتے ہیں۔ جس سے فنِ رقص نے بھی بہت ترقی کی۔ مٹی، پتھر، لکڑی، سونے اور چونے کی مورتیاں بنائی جاتی ہیں جو کہ فنونِ لطیفہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ الغرض موسیقی، رقص، ڈرامہ، بصری فنون، تھیٹر تمام فنون لطیفہ پر ہندو دھرم کی گہری چھاپ ہے۔

2۔ بدھ مذہب:

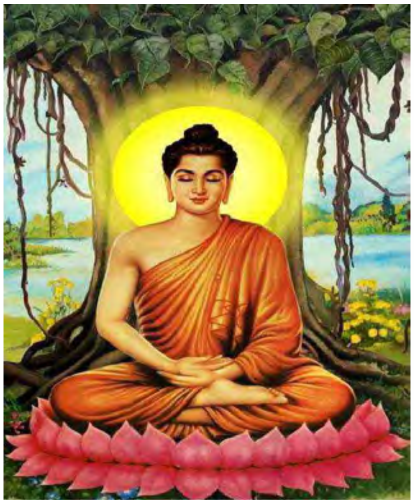

بدھ مذہب میں فنونِ لطیفہ کو باقاعدہ مذہبی راہنمائی کے لیے استعمال کیا گیا۔ مہاتما بدھ کی زندگی کے مختلف اَدوار کو مجسموں اور مصوری کے ذریعے اُجاگر کیا گیا۔ اس کے علاوہ جانوروں کے مجسمے بھی بڑی خوبصورتی سے بنائے گئے۔ بدھ مذہب میں رقص کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لیے ہمیں بدھ مذہب کے پیروکاروں میں اس حوالے سے بہت کم کردار نظر آتا ہے۔ بدھ مذہب کی عبادت گاہوں مثلاً ٹوپا (Stupa)، پگوڈا (pagoda)، خانقاہ (Monesteree) اور چٹانوں کو تراش کر بنائی گئی عمارتوں کو دیکھیں تو ان کی فنکارانہ صلاحیتوں پر عقل

دنگ رہ جاتی ہے۔ خطاطی کے میدان میں بھی نمایاں کام دیکھنے کو ملتا ہے۔ لکڑی، دھات، چونے اور پتھر کو استعمال کر کے انہوں نے مذہب کی تبلیغ اور اشاعت کا کام لیا۔ خاص کر اشوک بادشاہ کے دَور میں جب بُدھ مذہب کو سرکاری مذہب کا درجہ ملا تو بدھ آرٹ نے بہت ترقی کی۔

3۔ مسیحیت:

مسیحیت کا شمار قدیم مذاہب میں ہوتا ہے۔ اس لیے فنونِ لطیفہ کی ترقی میں بھی اس کا نمایاں کردار رہا ہے، اگر ہم ان علاقوں کا جائزہ لیں جہاں پر مسیحیت پروان چڑھی اور مذہب نے ترقی کی تو ان علاقوں میں فنونِ لطیفہ پر مسیحیت کے گہرے اثرات نمایاں طور پر محسوس کیے جا سکتے ہیں۔

مسیحیت میں فنِ مصوری کے حوالے سے بہت کام ہوا۔ بعض گرجا گھروں کے اندر انتہائی خوبصورت مجسمے اور تصاویر دیکھنے کو ملتی ہیں جو اپنے فن کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اسی طرح دیواروں پر پینٹنگز، نقش و نگار بھی انتہائی خوبصورت اور دیدہ زیب ہوتے ہیں۔ موسیقی کے فن کو ترقی ملی اور گرجا گھروں میں موسیقی کے آلات کے استعمال کی وجہ سے بہت سے آلات وجود میں آئے۔ مسیحی فنکاروں نے اپنے مذہب سے متاثر ہو کر اپنے فن میں اپنے مذہبی عقائد کا بھرپور اظہار کیا ہے۔

4۔ اسلام:

مجسمہ سازی یا بت سازی کی اسلام میں چونکہ اجازت نہیں، اس لیے مسلمانوں نے اپنے لطیف جذبات و احساسات کی تکمیل و اظہار کے لیے جو فنون

اختیار کیے ان میں خطاطی، گلکاری، رنگت آمیزی اور پچکاری وغیرہ سرفہرست ہیں۔

مسلمانوں نے عمارتوں کی تعمیر کے وقت تزیین و آرائش اور ان پر بیل بوٹے بنانے اور فطری منظر نگاری کے اعلیٰ نمونے قائم کیے۔ نیلی مسجد ترکی، شیخ زید گرینڈ مسجد ابوظہبی، بادشاہی مسجد، شالامار باغ، داتا دربار مسجد، فیصل مسجد اور مسجد وزیر خان لاہور کی تعمیر اس کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ جن کو دیکھ کر انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ لکڑی، پتھر اور شیشے پر انتہائی اعلیٰ درجے کی کندہ کاری کا کام اپنی مثال آپ ہے۔ اس کے علاوہ ظروف سازی میں بھی پچکاری، رنگت آمیزی اور سجاوٹ کا کام بڑی مہارت سے کیا جاتا ہے۔

5۔ سکھ مذہب:

سکھ مذہب سب سے کم عمر مذہب ہے۔ لیکن فنونِ لطیفہ میں اس کا بھی نمایاں کردار ہے۔ اس مذہب کا تعلق چونکہ پنجاب سے ہے لہٰذا پنجاب کی

ثقافت کے اثرات مذہب پر نمایاں ہیں۔سکھوں میں بت پرستی منع ہے لہٰذاان کے گوردواروں میں زیادہ تر مصوری،تصویر کشی (فوٹو گرافی) وغیرہ کا فن ملتا ہے۔جس میں بابا گورونانک صاحب دیوجی اوران کے بعد دوسرے گوروؤں کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔اس کے علاوہ جنگی مناظر کی مصوری کے نمونے خصوصی طور پر سکھ مذہب میں بہت زیادہ ہیں۔سکھوں کی خصوصی پہچان ان کی پگڑی ہے جوانھیں تمام دُنیا میں ممتاز کرتی ہے۔

صوفیانہ شاعری

شاعری ایک ایسافن ہے جس سے انسان اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے وہ اپنے اردگرد،فطرت کے مناظر دیکھتا ہے یاروحانی طور پر محسوس کرتا ہے اُن کو الفاظ میں اس طرح پیش کرتا ہے کہ اپنے دل کی بات سُننے اور پڑھنے والے تک پہنچادے۔شاعری کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ بعض اوقات ایک شعرنثر میں لکھی گئی پوری کتاب کے ہم پلہ ہوتا ہے۔

شاعری کی بہت سی اصناف میں سے ایک صوفیانہ شاعری ہے۔جس میں شاعرانسان کوحقیقتِ اصل کی پہچان کراتا ہےاوراسے اپنی زندگی کے مقصد کے بارے میں بتاتا ہے۔تمام مذاہب کی تعلیمات کے بارے میں اس مذہب کے ماننے والے شعرانے لوگوں کوآگاہ کرنے کے لیے شاعری کا سہارالیااوراس کلام کوصوفیانہ شاعری کا نام دیا گیا۔

1۔ ہندومذہب:

ہندوؤں میں چونکہ رقص،موسیقی اورگانامذہب کا حصہ ہےاس لیےصوفیانہ شاعری پر بہت کام ہواہے۔ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں اشعار کی شکل میں خدا کا پیغام دیا گیا ہے۔ان میں مہابھارت،رامائن،بھگوت گیتاوغیرہ نمایاں ہیں۔ان میں ہندودیوتاؤں کی زندگی،اُن کے افکاراورمذہبی عقائدکواشعار کی شکل میں لوگوں تک پہنچایا گیااور یہ اشعار ہرہندوگھر میں تقریباً روزانہ پڑھے جاتے ہیں اوران کا ان کی دُنیاوی زندگی پر گہرااثر ہوتا ہے۔اس کے علاوہ کالی داس اور بھگت کبیر جیسے بےشمار شاعرہیں جنھوں نے ہندومذہب کے اخلاقی پہلوؤں سے لوگوں کوروشناس کرایااورلوگوں کوخدا کی پہچان کروائی۔

2۔ بُدھ مذہب:

بدھ مذہب میں شاعری کو ناپسند کیا جاتا ہے۔اس لیے ان کے ہاں صوفیانہ شاعری کی مثالیں بہت کم ہیں۔ہندوستان میں دوہا(شاعری کی ایک قِسم) کی شکل میں اورتبت میں یوگی ملارپا (Yogi Milarpa) کے ایک لاکھ گیتوں کی شکل میں لوگوں کوخدا کا پیغام دیا گیا ہے۔دراصل بدھ مذہب کے مذہبی پیشوادنیاسے الگ تھلگ رہ کرخدا کو پانے اوراپنے آپ کوفنا کردینے کا درس دیتے ہیں۔

3۔ مسیحیت:

مسیحیت کے اوائل میں ہی شعرانے مسیحی مذہب کے عقائدکوشعروں کی شکل میں لوگوں تک پہنچانے کا سلسلہ شروع کردیا تھا۔اس حوالے سے بہت سے شعراکا نام لیاجاتا ہے۔جن میں سے دانتے (Dante)،ولیم بلیک (William Blake)، بوتھس (Boethius) اور ورڈزورتھ (Wordsworth) نمایاں ہیں۔ان شعرانے لوگوں کوانسانیت،اخلاقیات اور مذہبی عقائد کے بارے میں آگاہ کیا۔خاص طور پر بوتھس نے بائیبل مقدس کی تعلیمات کو اپنی شاعری کا مرکز بنایااورلوگوں کی راہنمائی کی۔

4۔ اسلام:

اسلام ایسی شاعری کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تعریف کی گئی ہو، اس کے علاوہ اسلامی عقائد، توحید، اخلاقیات اور انسانیت کا درس دیا گیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ان موضوعات پر مسلمان شعرا نے جو کام کیا وہ بے مثل ہے اور ایسے شعرا سے تاریخ بھری پڑی ہے جنہوں نے روایتی شاعری سے ہٹ کر خالصتاً اپنے مذہب کو شاعری کی بنیاد بنایا۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حالی رحمۃ اللہ علیہ، اکبرالہ آبادی، خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ، سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ، بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ایسے شعرا کی ایک لمبی فہرست ہے جنہوں نے اشعار کے ذریعے اسلامی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچایا انہوں نے اپنی شاعری کا محور اسلامی عقائد کو بنایا۔ حقیقت میں صوفیانہ شاعری کی شناخت اِنہی لوگوں نے کروائی۔ انہوں نے لوگوں کو اشعار کے ذریعے توحید، اخلاقیات اور انسانیت کا پیغام دیا۔ صوفیانہ شاعری نے اسلامی فنون پر گہرے اثرات مرتب کیے اور مختلف انداز سے فنونِ لطیفہ پر اثر انداز ہوئی اور اسی شاعری کو ماہرینِ خطاطی، ماہرینِ تعمیرات اور موسیقاروں نے اپنے فن کے اظہار کے لیے استعمال کیا۔

5۔ سکھ مذہب:

سکھ مذہب میں شاعری پر کوئی پابندی نہیں۔ بلکہ سکھ مذہب کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ سکھوں کی مذہبی کتاب گورو گرنتھ صاحب تقریباً 5000 شبدوں سے زیادہ پر مشتمل ہے۔ جن کو وہ شَبَد کیرتن کہتے ہیں۔ سکھ مذہب کے عقائد کے مطابق بت پرستی منع ہے۔ لہٰذا ان کے گوردواروں گورو گرنتھ صاحب ہی مرکزی حیثیت رکھتی ہے اور اس کے شبدوں کو صبح وشام پڑھا جاتا ہے۔ ان شبدوں میں گورونانک صاحب دیو جی کی تعلیمات کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ گورو گرنتھ صاحب، گورومُکھی یعنی پنجابی زبان میں لکھی گئی ہے اور اس میں مسلمان پنجابی صوفی شاعر بابا فریدؒ جی کا کلام بھی شامل کیا گیا ہے۔ سکھ گورو جو کہ گورونانک صاحب دیو جی کے خلیفہ ہوتے ہیں، ان میں سے پہلے پانچ گورو اور نویں گورو نے صوفیانہ شاعری کو اپنی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔

اس کے علاوہ پنجابی زبان میں لوک شاعری میں بھی صوفیانہ شاعری کی خوشبو ملتی ہے، جس میں لوگوں کو سادہ الفاظ میں خدا کا پیغام پہنچایا جاتا ہے اور درسِ انسانیت واخلاقیات دیا جاتا ہے۔ ان میں جگنی، لوری، گھوڑی، ماہیا وغیرہ عام ہیں۔

فنِ تعمیر

انسان فطری طور پر معاشرت پسند ہے اور مل جل کر رہنے کو ترجیح دیتا ہے اور جب انسانوں کا ایک گروہ مل کر رہتا ہے تو معاشرہ وجود میں آتا ہے اور اس کے ساتھ ہی معاشرتی ضروریات کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جن میں خوراک، لباس، رہائش وغیرہ شامل ہیں اور ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے انسان مختلف طریقے اختیار کرتا آیا ہے جیسا کہ رہنے کے لیے گھر کی تعمیر، عبادت کے لیے عبادت گاہ کی تعمیر وغیرہ۔ تمام مذاہب کے ماننے والے جب کوئی عمارت تعمیر کرتے ہیں تو اس کے طرزِ تعمیر سے اس کے مذہب کی جھلک نمایاں طور پر محسوس کی جاسکتی ہے اور دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ یہ مندر ہے یا مسجد، گوردوارہ ہے یا گرجا گھر، گویا مذاہب نے تعمیرات کے فن پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

1۔ ہندو مذہب:

ہندوؤں کا مذہب اس دُنیا کے قدیم ترین مذاہب میں شامل ہے۔ اس لحاظ سے انہوں نے تعمیراتی میدان پر بھی گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ برصغیر میں ہندوؤں نے جگہ جگہ مندر، ہسپتال، سرائے، پاٹ شالا (مذہبی تعلیمی ادارے) وغیرہ تعمیر کیے۔ جن میں مذہب کے آثار واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

مندروں کی تعمیر میں بت تراشی، مجسمہ سازی، تصویر کشی کا فن اپنی بلندیوں کو چھوتا محسوس ہوتا ہے اور دنیا میں اپنی مثال آپ ہے۔ ہندوؤں نے مذہبی عقائد کو نمایاں کرنے کے لیے عورتوں اور جانوروں کے مجسموں کو اس خوبصورتی سے بنایا کہ وہ ایک خاص پیغام دیتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ ہندو ماہرینِ فن نے پہاڑوں کو کاٹ کر اور پتھروں کو تراش کر جو عمارتیں بنائی ہیں ان کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

2- بدُھ مذہب:

بدھ مذہب نے بھی انسانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے بدھ پیروکاروں کی رہائش گاہیں، سٹوپا، پگوڈا، خانقاہیں بدھ مذہب کی بھرپور عکاسی کرتی ہیں۔ مہاتما بدھ کے مجسمے، جانوروں کے مجسمے، سنگ تراشی وغیرہ بدھ فنِ تعمیر کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ آج بھی میانمار، سری لنکا، پاکستان (ٹیکسلا، وادیٔ سوات) وغیرہ میں بدھ تعمیرات کے شاہکار موجود ہیں۔ جن میں ان کے مذہبی عقائد کی جھلک نمایاں ہے۔

3- مسیحیت:

مسیحی مذہب کے ماہرینِ فن نے عمارتوں کی تعمیر کے دوران اپنے مذہبی عقائد کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ ان میں سب سے پہلے ان کے گرجا گھر ہیں۔ ان عمارتوں کی تعمیر میں انہوں نے ایک خاص انداز اختیار کیا اور آج دنیا میں کہیں بھی کوئی گرجا گھر ہو تو ہم اس کی عمارت کو دیکھ کر کہہ سکتے ہیں یہ گرجا گھر ہے۔ مزید ان عمارتوں کو خداوند یسوع مسیح اور مقدسہ مریم وغیرہ کی تصاویر اور مجسموں سے ایسے مزین کیا گیا ہے کہ بندہ دیکھتا ہی رہ جائے۔ گرجا گھروں کے علاوہ قلعوں، قبرستانوں، حکومتی عمارتوں اور گھروں کی تعمیر میں بھی مذہبی عقائد کی چھاپ نظر آتی ہے۔

4- اسلام:

''اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصوتی کو پسند کرتا ہے۔'' اسی کی بنیاد پر مسلمانوں نے تعمیراتی فن سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو خوبصورت بنایا۔ پہلے خوش خطی سے صرف قرآن مجید کو سجایا جاتا تھا، مگر پھر آہستہ آہستہ گھروں، مسجدوں، مزاروں اور باغات وغیرہ میں بھی تعمیراتی فن استعمال ہونے لگا۔

اسلامی فنِ تعمیر اپنے اونچے اونچے مینار، تکونی برج، گنبد اور خوبصورت گزرگاہوں اور راہداریوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ سب مسلمانوں کی کوششوں کی عکاسی کرتے ہیں جو انہوں نے دنیا کو ایک خوبصورت جگہ بنانے اور اس کی عمارتوں کی تزیین و آرائش کے لیے صرف کیں۔ ان عمارتوں کو خوبصورت، دیدہ زیب اور جاذبِ نظر بنانے کے لیے خطاطی، نقش و نگار، قدرتی منظر کشی، کندہ کاری، لکڑی کا کام، غرض کہ ہر فن سے مدد لی گئی۔

مسلمانوں نے تمام دنیا میں جہاں جہاں بھی حکومت کی، اسلامی فنِ تعمیر کے بھرپور نمونے قائم کیے، جو آج بھی مسلمانوں کی مذہبی عقیدت کی گواہی دے رہے ہیں۔ ان میں مسجدِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ، بادشاہی مسجد، شالامار باغ، لاہور، فیصل مسجد، اسلام آباد، مسجد داتا دربار، لاہور، تاج محل، آگرہ وغیرہ مسلمانوں کی اسلامی شناخت کا کھلا ثبوت ہیں۔

5- سکھ مذہب:

سکھ مذہب کے پیروکاروں کو حکومت سازی کے مواقع بہت کم ملے۔ وہ تعمیراتی شعبے میں زیادہ کام نہ کر سکے۔ لیکن گوردواروں، حویلیوں، قلعوں، سمادھیوں اور تعلیمی اداروں میں سکھ طرزِ تعمیر کی چھاپ نظر آتی ہے۔ ان عمارتوں کے ستون، کھڑکیاں، الماریاں، گنبد، مینار وغیرہ عمدہ فنِ تعمیر کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ اگر ہم ان تمام مذاہب کے ماننے والوں کے گھروں کی عمارتوں کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر مذہب کے پیروکاروں کے گھروں پر بھی ان کے مذہب کا اثر ہے۔

الغرض ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذہب چاہے کوئی بھی ہو اس نے اپنے ماننے والوں کی زندگی پر گہرے نقوش چھوڑے اور انکی طرزِ زندگی کو بدل کر رکھ دیا اور یہ فنونِ لطیفہ، صوفیانہ شاعری اور فنِ تعمیر مذہبی عقائد کے اظہار کا ذریعہ بن گئے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) مذہب کے انسانی زندگی پر اثرات کا جائزہ لیجیے۔

(ii) ہندو مذہب کے فنِ تعمیر پر تفصیل سے روشنی ڈالیے۔

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) فنونِ لطیفہ سے کیا مراد ہے؟

(ii) صوفیانہ شاعری سے کیا مراد ہے؟

(iii) صوفیانہ شاعری پر اسلام کے اثرات کا جائزہ لیجئے۔

(iv) اس سبق میں کون کون سے مذاہب کا ذکر ہے؟

(v) اسلامی فنِ تعمیر کی کچھ عمارتوں کے نام بتائیں۔

-3 دُرست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) بُدھ مذہب کی عبادت گاہ کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہتے ہیں۔

(الف) مندر (ب) مسجد (ج) سٹوپا (د) گوردوارہ

(ii) تاج محل مذہب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے فنِ تعمیر کی عکاسی کرتا ہے؟

(الف) اسلام (ب) مسیحیت (ج) سکھ (د) ہندو

(iii) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بُت پرستی کرتے ہیں؟

(الف) بُدھ (ب) ہندو (ج) سکھ (د) پارسی

(iv) خطاطی میں ممتاز مقام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رکھتے ہیں؟

(الف) مسلمان (ب) ہندو (ج) بدھ (د) سکھ

(v) سکھ مذہب کی عبادت گاہ کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہتے ہیں:

(الف) مندر (ب) مسجد (ج) چرچ (د) گوردوارہ

-4 خالی جگہ پُر کریں۔

(i) مسیحیوں کی عبادت گاہ کو..................کہتے ہیں۔

(ii) ہندو مذہب کا شمار..................میں ہوتا ہے۔

(iii) سکھوں کی مذہبی کتاب..................شبدوں پر مشتمل ہے۔

(iv) اسلام میں بت پرستی..................ہے۔

5- کالم (الف) اور کالم (ب) کو ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
مسیحی	مندر
مسلمان	گوردوارہ
ہندو	سٹوپا
بدھ	گرجا گھر
سکھ	مسجد

سرگرمیاں

(i) طلبہ کے پانچ گروپ بنائیں۔ ہر گروپ کسی ایک مذہب کی عبادت گاہ کی تصویر بنائے۔

(ii) طلبہ اپنے گھروں کے پاس موجود عبادت گاہوں کی شناخت کریں اور ان کے نام لکھیں۔

(iii) طلبہ کو شہر میں موجود مختلف مذاہب سے متعلقہ عمارات کی سیر کرائی جائے۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) طلبہ کو مختلف مذاہب کے فنِ تعمیر کے بارے میں مزید معلومات دیں۔

(ii) طلبہ کو تمام مذاہب کے انسانی زندگی پر مثبت اثرات کے بارے میں بتائیں۔

2 مذہبِ زَرتُشت

تعارف

مذہبِ زَرتُشت اگرچہ مشہورر عالمی مذاہب میں سے ایک ہے لیکن یہ بات حیران کن ہے کہ ان تمام عالمی مذاہب میں جو صدیوں زندہ رہے اور آج بھی موجود ہیں ان میں سے ایک ہونے کے باوجود اس کے ماننے والوں کی تعداد انتہائی قلیل ہے، لیکن اس کی تاریخی داستان خاصی طویل ہے۔ آج سے بہت پہلے وسط ایشیا سے ایک قوم اٹھی جسے آریا کہا جاتا ہے۔ کچھ آریا لوگ مغرب کی جانب چلے گئے اور اس نسل کے لوگ یورپ میں آج تک آباد ہیں۔ کچھ مشرق کی طرف آئے جن میں نمایاں آریاؤں کی دو شاخیں ہیں۔

(1) ہندوستانی آریا (2) ایرانی آریا

جو شاخ ہندوستان میں آباد ہوئی اس کے مذہب کا تذکرہ ویدک دھرم (ہندو مذہب) میں ہے اور دوسری شاخ ایرانی آریا ہیں۔ یہ بات تاریخی شواہد سے واضح ہے کہ ان دونوں شاخوں کی جغرافیائی اصل ایک تھی۔ اس لیے قدیم ایران کا مذہب اور قدیم ہندوستان کا مذہب آپس میں مشترک ہیں اور ان دونوں مذاہب کی روایات کافی حد تک ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اگرچہ دونوں مذاہب میں مماثلت کے باوجود بعض بنیادی اختلافات بھی ہیں۔

گمانِ غالب ہے کہ قدیم آریا کے دو حصے ہو گئے تھے۔ ایک ایران میں رہ گیا اور ایک ہندوستان میں آ کر آباد ہو گیا۔ اصل میں دونوں کے دینی افکار کی بنیاد ایک تھی مگر جغرافیائی ماحول کی بنا پر دونوں کی آئندہ زندگی مختلف ہو گئی۔

مذہبِ زَرتُشت کا ارتقا

اہلِ ایران کے مذاہب کے تاریخی حالات دریافت کرنا ویدک دھرم کے مقابلے میں بھی زیادہ مشکل ہے۔ ایران کا قدیم مذہبی ادب بہت کم دستیاب ہے۔ ایرانی مذہب کی تاریخ کے مطالعے کی سہولت کے لیے اسے تین اَدوار یا حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(1) ایران قبل از زَرتُشت

(2) زَرتُشت اور اس کی تعلیم

(3) زَرتُشت کے بعد اِس مذہب کا ارتقا

(1) ایران قبل از زَرتُشت

قدیم ایران کا مذہب ویدک دھرم کے مشابہ تھا، چنانچہ دونوں میں مظاہرِ فطرت کی پرستش رائج تھی۔ لوگ دیوی اور دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ دونوں مذاہب کے ہاں ایک ہی نام اور ایک ہی خوبیوں سے مزین دیوتاؤں کی پرستش ہوتی تھی۔

ایرانیوں میں اگرچہ اَگنی دیوتا کا تصور نہ تھا۔ تاہم براہِ راست آگ کا احترام اور اس کی پرستش کی جاتی تھی۔ دیوتاؤں کے لیے قربانیاں دیتے وقت آگ جلائی جاتی تھی۔ قربان گاہ کے نزدیک گھاس کو پاک کیا جاتا تھا اور اس پر سوم رس چھڑکا جاتا تھا۔ ایک میز لگائی جاتی تھی جس پر قربانی کے ٹکڑے رکھے جاتے تھے، چنانچہ جناب زَرتُشت کی آمد سے قبل مظاہرِ فطرت اور مختلف دیوتاؤں کی پوجا کا رواج عام تھا۔

البتہ ایرانیوں میں زَرتُشت کے آنے سے پہلے چند خوبیاں بھی موجود تھیں، جن میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ لوگ جھوٹ سے نفرت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ مقروض ہونے سے بھی بڑی نفرت کرتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک مقروض ہونا جھوٹ بولنے کے جرم کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ طب میں مہارت رکھتے تھے۔

(2) زَرتُشت کی تعلیمات

ماہرینِ لسانیات کے مطابق زَرتُشت کا پیدائشی علاقہ شمال مشرقی ایران ہے لیکن زَرتُشت کی تعلیمات ایرانی سلطنت (Persian Empire) تک پہنچیں تو انہوں نے اس عقیدے کو مان لیا۔ تمام عبادت گاہوں میں آتش کدے روشن ہوگئے اور لوگ شاہی مذہب میں جوق در جوق شامل ہوتے گئے اس طرح پورے ایران میں زَرتُشت مذہب پھیل گیا۔ ایران سے ہندوستان میں بھی اس کے اثرات پہنچے، پھر زَرتُشت مذہب بھارت سے بحیرۂ روم تک پھیل گیا۔

(3) زَرتُشت کے بعد اِس مذہب کا ارتقا

آج اس مذہب کے پیروکار صرف ایران میں شیراز کے اردگرد، پاکستان میں کراچی اور بھارت میں ممبئی، افریقہ اور یورپ میں بہت قلیل تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

مذہب زَرتُشت کے بنیادی تصوّرات

زَرتُشت نے آہورا مزدا کے تصور کو خدائے بزرگ و برتر کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ زَرتُشت نے خدا کے نور کی 23 صفات پیش کی ہیں، مثلاً خالقِ کائنات، مالکِ کل، علیم، رحیم، غیر فانی وغیرہ پر مشتمل ہے۔

نیز مذہبِ زَرتُشت میں آخرت، جنت و دوزخ، ملائکہ کا عقیدہ اور انبیا کی ضرورت کا نظریہ پایا جاتا ہے جو آسمانی مذاہب کے بنیادی عقائد ہیں۔ ان کی بنیادی تعلیم خیر و شر کی کشمکش ہے دوسرے لفظوں میں اسے ثنوِیّت کہا جاتا ہے۔

زَرتُشت کی تعلیمات سے باخبر ہونے کے لیے "گاتھا" کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ گاتھا تعداد میں پانچ ہیں جو 17 نظموں پر مشتمل ہے اور اب وہ اوستا کے بڑے حصے یسنا (Yasna) کا ایک جزو ہے۔ زَرتُشت مذہب کے فلسفہ اخلاق کی بنیاد تین چیزوں پر ہے:

(1) گفتارِ نیک (2) اندیشہ نیک (3) کردارِ نیک

مذہب زَرتُشت کے عقائد

اِلہام پر اصرار

گاتھا (Gatha) میں لکھا ہے کہ زَرتُشت الہام کی صداقت کو بڑی تاکید سے پیش کرتا ہے۔

مظاہرِ فطرت کا بیان

گاتھا (Gatha) میں زمین و سورج، چاند ستاروں اور اسی طرح دوسرے مظاہرِ فطرت کے حوالے سے آہورا مزدا کی حمد و ستائش بیان کی گئی ہے۔

خیروشر

زَرتُشت مذہب کے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آہورامزدا خدائے بزرگ وبرتر موجود ہے لیکن مخلوق میں اس کی مخالف ذاتیں موجود ہیں ۔ ہر آدمی کے قلب میں خیروشر کا تصادم جاری رہتا ہے۔ آہورامزدا نے ہر انسان کو خیروشر میں امتیاز کی صفت عطا کی ہے پھر اس کو کسی ایک کے انتخاب کرنے کا اختیار دیا ہے۔

نیکی کی تبلیغ

خیروشر کو واضح طور پر علیٰحدہ کرنا مشکل ہے۔ اس لیے گاتھا (Gatha) میں نیک کام اور نیک آدمیوں کی صفات کو بیان کیا گیا ہے تاکہ ان صفات کو اختیار کر کے دنیا میں نیکی کی تبلیغ کی جاسکے۔''آہورامزدا'' (Ahura Mazda) ''یزدان'' (Yazdan) کے لیے آگ کو بطور علامت استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ ایک پاک اور طاہر شے ہے اور دوسری چیزوں کو پاک اور طاہر کر دیتی ہے۔ اس لیے زَرتُشت مذہب کے معبدوں میں ہر وقت آگ روشن رہتی ہے۔ اسی وجہ سے انہیں آتش پرست کہا گیا ہے۔ عرب انہیں مجوسی کہتے ہیں جبکہ ہندوستان اور پاکستان میں انھیں پارسی کہتے ہیں۔

مذہبِ زَرتُشت کے مطابق کائنات میں دو طاقتیں موجود ہیں:

(i) یزدان (ii) اَہرمن

یزدان (Yazdan)

یزدان کو (Ahura Mazda) اہورامزدا بھی کہتے ہیں۔ یزدان خالقِ اعلیٰ اور روح وصداقت ہے۔ وہ اچھائی کی علامت ہے۔ وہ تمام دنیا اچھی چیزوں اور انسان کا خالق ہے۔ اسے نیک روحوں کی امداد واعانت حاصل ہے۔ زَرتُشت مذہب میں یہ تصور موجود ہے کہ نیکی کا خدا یزدان ہے اور اس کی بدی کے ساتھ جنگ جاری رہتی ہے۔ جس میں آخری فتح یزدان کی ہی ہوگی۔

اہرمن (Ahirman)

اہرمن یزدان کی ضد ہے اور دوسری بڑی طاقت ہے لیکن یہ طاقت بدی اور جھوٹ کی ہے۔ اس کی مدد بدروحیں کرتی ہیں۔ دونوں طاقتوں میں ازل سے کشمکش جاری ہے اگر دُنیا پر اہرمن غالب آجائے تو برائیاں اور گناہ بڑھ جاتا ہے اور اگر یزدان غالب آجائے تو خوشحالی اور نیکی بڑھ جاتی ہے۔

مذہب زَرتُشت کی مذہبی کتاب

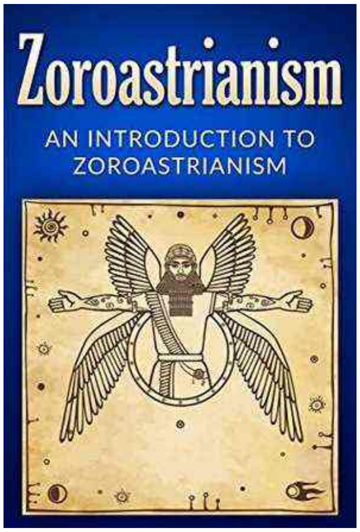

اَوِستا (Avesta): مذہبِ زَرتُشت کی مقدس کتاب کو اَوِستا (Avesta) کہا جاتا ہے جس کے معنی ''اصل متن'' کے ہیں۔ اَوِستا (Avesta) کی زبان قدیم ایرانی زبان ہے۔

اَوِستا (Avesta) کی تقسیم

(1) یسنا (The Yasna) حمد وستائش

(2) وسپورڈ یا وسپرٹ (The Vaspird) سرداران

(3) وندیداد (The Vendidad) بُھوت پریت

(4) یشت (The Yashts) نذرونیاز

(5) خورداوستا (The Khordeh Avesta)

یسنا (The Yasna)

یہ 72ابواب پر مشتمل ہے۔اس میں قربانی کی دعائیں جمع کی گئیں ہیں۔ یہ اوستا(Avesta) کا قدیم ترین حصہ ہے جوسب سے زیادہ مقدس قرار دیا جاتا ہے۔گاتھا بھی اسی کا حصہ ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ زرتشت کی نظموں پر مشتمل ہے۔

وسپورڈ/ وسپرٹ (Vaspird) سرداران

اس کے معنی (All the Lords) کے ہیں۔ یہ 24ابواب پر مشتمل ہے۔اس میں آہورا مزدا(Ahura Mzada) خدائے خیر کے حصہ داروں کا ذکر ہے۔

وندیداد (Vendidad) بھوت پریت

یہ کتاب22ابواب پر مشتمل ہے۔ یہ ہندوستانی پارسیوں کا دستورِحیات ہے۔اس میں اَرواحِ خبیثہ سے مقابلہ کرنے کی تدابیر ہیں۔

یشت(Yashts) نذرونیاز

یہ کتاب 21ابواب پر مشتمل ہے اس میں بھجن اور دعاؤں کا ذکر ہے اور حیات بعد الممات (Hadhoxt Nask) کے بارے میں تصورات بھی اسی میں شامل ہیں۔

خورداوستا (The Khordeh Avesta)

یہ شخصی عبادت کی دعائیں ہیں جو پروہت اور عام لوگ یکساں پڑھتے ہیں۔

زرتُشت مذہب کی کتاب سے منتخب کلام

گاتھا (Gatha)

پہلی گاتھا7 نظموں پر مشتمل ہے۔اس کا آغاز زرتُشت کی دعا سے ہوتا ہے، جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔" اپنے ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے میں تیری مدد کا مُلتجی ہوں۔اے مزدا(Mazda) جوسب چیزوں میں اوّل ہے میں تیرے حضور یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے روحانی کام کرنے کی توفیق حاصل ہو"۔اس گاتھا کی دوسری نظم ایک مکالمے پر مشتمل ہے جو بہشت میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔

تیسری نظم زرتُشت کے مقاصد کی عکاسی کرتی ہے۔ چوتھی طویل نظم مزدا کی حمد وستائش بیان کرتی ہے۔ پانچویں نظم ایک مکالمہ ہے جس میں زرتشت شیطانوں کی مذمت کرتا ہے۔یہ گاتھا اس دعا پر ختم ہوتی ہے۔

"مزدا(Mazda) مجھے وہ تمام باتیں بتایئے جو بہترین تعلیمات ہیں اور جو بہترین اعمال ہیں۔اے فکرِ جمیل !اے حق وراستی !تو ہی حمد وثنا کا مستحق ہے۔ہمیں یہ یقین دلا دیجیے کہ نوعِ انسانی آپ کی رضا کے مطابق عمل کرے گی۔"

دوسری گاتھا(Gatha) چارنظموں پر مشتمل ہے جس کے بعض حصے اسرارِ کائنات کو بیان کرتے ہیں۔

تیسری گاتھا(Gatha) جوروحِ خیر کے نام سے معروف ہے۔اس سے زرتُشت کے عقیدے، روحِ خیر کا جامع اظہار ہے۔

چوتھی گاتھا(Gatha) میں ایک نظم شامل ہے۔

پانچویں گاتھا (Gatha) بھی ایک نظم پر مشتمل ہے۔ جس میں زرتشت دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''اے آہورامزدا! جس طرح تیرے خیالات، الفاظ اور اعمال سبھی خیر و بھلائی سے بھرپور ہیں اسی طرح ہم نیکی اور بھلائی کے طلب گار ہیں۔ تیری ہی تعریف اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم تیری مناجات کرتے ہیں اور تجھ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں''۔

وندیداد (Vendidad)

وندیداد (Vendidad) میں ارواحِ خبیثہ سے مقابلہ کرنے کی تدابیر بتائی گئی ہیں۔ پاکیزگی سے مقصود فقط جسم اور ماحول کی پاکیزگی نہیں بلکہ خیالات، فکر اور کردار کی پاکیزگی بھی ہے۔ اس کے معنی حقیقت میں گناہوں سے بچنا ہے۔ لہٰذا زَرتُشت دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''اے آہورامزدا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ مجھے ٹھیک ٹھیک آگاہ کر۔ کیا میں دروج (دروغ یعنی بدی کی روح) کو اشا (نیکی) کے سپرد کر کے تمہاری محبت کے باعث ہمیشہ کے لیے نیست و نابود کر سکتا ہوں''۔

انسان جب اپنے خیال، زبان اور جسم کو گناہ، بُرائی اور قبح سے محفوظ رکھتا ہے تو وہ گویا پاکیزہ رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ نیک اور صالح انسان وہ ہے جس کے خیالات، الفاظ اور اعمال پاکیزہ ہوں۔ وندیداد میں ہے کہ:

''اے انسانو! خدا کی عبادت کی طرف متوجہ ہو اور ابلیس کے شیطانو کو مار بھگاؤ۔ ورنہ کاہلی جو تمام مادی دنیا کو نیند میں مدہوش کرتی ہے صبح ہوتے ہی تم پر غالب آجائے گی جب کہ اکثر لوگ جاگ اُٹھتے ہیں تمہیں مناسب نہیں کہ زیادہ دیر تک سوتے رہو''۔

لہٰذا شخصیت کی پاکیزگی کے لیے ضروری ہے کہ انسان کے خیالات، الفاظ اور اعمال گناہوں کی آلائش سے پاک و صاف ہوں۔ اس اصول کو ایک جملے میں بیان کرنا ہو تو ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ قلبِ انسانی گناہوں سے پاک ہونا چاہیے۔ قلبِ انسانی کی پاکیزگی کی سب سے بڑی دشمن خواہشاتِ نفسانی ہیں انسان کو ذکرِ الٰہی سے اس دشمن پر فتح پانی چاہیے۔ اہرمن جس کا مَسکن ظلمت و قبح ہے، پاکیزہ قلب میں ٹھہر نہیں سکتا۔ وہ اس سے ڈرتا اور بھاگتا ہے۔ پاکیزگی دراصل قلب کا نور ہے، جو یزدان کا جلوہ، اس کا پرتَو، اس کا مظہر اور اس کا جہان ہے۔ یزدان فقط پاکیزہ قلب میں ہی رہتا ہے۔ بخلاف اس کے وہ دل جو ناپاک ہوتے ہیں۔ تاریک و قبیح ہوتے ہیں وہاں اہرمن یعنی (شیطان) رہتا ہے۔ ظاہر ہے جہاں شیطان ہوگا وہاں جرم و گناہ کا دور دورہ ہوگا، وہاں خوف و حزن ہوگا اور وہاں انسان کے لیے آتش دوزخ ہوگی۔

حیات بعد الممات (Hadhoxt Nask)

زَرتُشت کی تعلیمات کا ایک اور اہم پہلو جس نے بعض دانشوروں کے خیال میں دوسرے مذاہب پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد کی زندگی اور آخرت سے متعلق تصورات ہیں۔ زرتشت نے دعا کی کہ:

''اے آہورامزدا! ہمیں توفیق دے کہ ہم اس زندگی میں اور آخرت کی روحانی زندگی میں راستی اور تیرا اقرب حاصل کر سکیں۔ اے آہورامزدا! ہمیں توفیق دے کہ ہم تیری سلطنت میں داخل ہوں۔ دونوں دنیاؤں میں تو ہی ہمارا بادشاہ ہے۔ ہم اپنی جانیں اور اپنے جسم تمہیں ہی سونپتے ہیں۔ ہماری آرزو ہے کہ ہم تیری رضا اور محبت حاصل کر سکیں۔ اے خدائے کلیم و دانا ہماری راہنمائی کر اور ہمیں خوشی عطا کر''۔

اس سلسلے میں زَرتُشت نے اپنی تعلیمات کو بہت واضح طور پر پیش کیا ہے کہ مرنے کے ساتھ انسان کی زندگی ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کی روح کو ایک پُل (چنوٹ) پر سے گزرنا ہوتا ہے۔ جہاں اس کا امتحان ہوجاتا ہے۔ نیک انسان کی روح بآسانی اس پُل پر سے گزر جاتی ہیں اور دوسرے کنارے پر آہورامزد کے زیرِ سایہ جنت میں اپنا ٹھکانہ بنا لیتی ہے جبکہ بُرے انسان کی روح جس نے دنیا میں بہت گناہ کیے ہیں۔ اپنے ضمیر کے ساتھ پل سے گزر کر دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بناتی

ہے۔مرنے کے فوراًبعد انفرادی طور پر ہر انسان کو اس کے اچھے یا بُرے اعمال کے مطابق اس طرح اس کا بدلہ مل جانے کے علاوہ زرتُشت نے ایک مقررہ وقت پر دنیا کا خاتمہ، تمام مردوں کا زندہ کیا جانا اور اس کے بعد اجتماعی حساب کتاب یعنی قیامت کا تصور بھی پیش کیا ہے ۔ اس تصور کے مطابق قیامت کے قریب ایک 'نجات دہندہ'' ظاہر کر دیا جائے گا جس کی سرکردگی میں خیر کو شر پر مکمل فتح حاصل ہو جائے گی اور موجودہ دنیا کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔اس کے بعد تمام مردے زندہ کر دیئے جائیں گے اور اجتماعی طور پر دنیا میں لوگوں کے اعمال کے مطابق فیصلہ کرنا ہوگا۔حشر کے اس میدان میں اچھے اور بُرے لوگوں میں تمیز کے لیے ان کو آگ اور پگھلی ہوئی دھات کے امتحان سے بھی گزرنا ہوگا جہاں اچھے لوگ سلامتی کے ساتھ اس میں سے گزر جائیں گے جب کہ برے اعمال کرنے والوں کے لیے وہ مکمل عذاب ہوگا۔اس کے بعد نیک لوگوں کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کی جنت ہوگی اور برے لوگ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں پہنچا دیئے جائیں گے۔اس سلسلے میں بعد کی زَرتُشتی روایت میں اتنی تبدیلی ہوگئی ہے کہ حشر کے میدان میں آگ اور پگھلی ہوئی دھات سے گزرنے کا امتحان گناہ گاروں کے لیے کفارے کی ایک صورت اختیار کر گیا جس سے گزرنے کے بعد گناہ گاروں کے تمام گناہ دھل جائیں گے اور نیک و بد تمام لوگ ہمیشہ کے لیے ابدی مسرت سے ہمکنار ہو جائیں گے یعنی بعد کی زَرتُشتی روایت میں گناہ گاروں کے لیے ابدی دوزخ کا کوئی تصور باقی نہیں رہ گیا۔

مشق

1- درج ذیل سوالات کے مفصّل جواب لکھیے۔

(i) زرتُشت مذہب کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں۔

(ii) زَرتُشت مذہب کی مذہبی کتاب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) زَرتُشت مذہب کے بنیادی اُصول کیا ہیں؟

(ii) آہورامزدا (Ahura Mazda) سے کیا مراد ہے؟

(iii) اہرمن (Ahirman) سے کیا مراد ہے؟

(iv) یزدان (Yazdan) کے لیے آگ کو بطور علامت کیوں لیا گیا ہے؟

(v) گاتھا (Gatha) میں زَرتُشت کی دعا کے کیا الفاظ درج ہیں؟

3- دُرست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) شخصی عبادات کی دعائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شامل ہیں۔

(ا) وندیداد میں (ب) یشت میں (ج) خورداوستا میں (د) یسنا میں

(ii) یسنا میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابواب کی تعداد ہے۔

(ا) 66 (ب) 68 (ج) 70 (د) 72

(iii) پہلی گاتھا......................نظموں پر مشتمل ہے۔

(ا) 4 (ب) 5 (ج) 6 (د) 7

(iv) چار نظموں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر مشتمل ہے۔

(ا) پہلی گاتھا (ب) دوسری گاتھا (ج) تیسری گاتھا (د) چوتھی گاتھا

4- خالی جگہ پُر کیجیے۔

(i) یشت......................ابواب پر مشتمل ہے۔

(ii) چوتھی اور پانچویں گاتھا (Gatha)...................... نظم پر مشتمل ہے۔

(iii) زَرتُشت مذہب کی مقدس کتاب کو...................... کہتے ہیں۔

(iv) زَرتُشت مذہب کے ہاں آخرت، جنت، دوزخ کی ضرورت کا.................بھی پایا جاتا ہے۔

(v) زَرتُشت کو عرب میں......................کہا جاتا ہے۔

سرگرمیاں

(i) طلبہ زَرتُشت مذہب کے بنیادی اُصولوں کا چارٹ بنا کر آویزاں کریں۔

(ii) طلبہ زَرتُشت مذہب کی مذہبی کتاب کی تقسیم کے مطابق فہرست بنا کر آویزاں کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) اساتذہ طلبہ کو مستند ذرائع سے ملنے والی معلومات سے زَرتُشت مذہب کے بارے میں آگاہی دیں اور ان کی دوسرے مذاہب کے ساتھ مشترک خصوصیات کا تذکرہ کریں۔

3 پاکستان میں مذہبی تہوار

عیدُ الاضحیٰ

عیدُ الاضحیٰ کو بقرٰ عید یا بڑی عید بھی کہتے ہیں ۔ یہ اسلامی کیلنڈر کے لحاظ سے سال کے آخری مہینہ یعنی ذوالحجہ کی 10 تاریخ کو منائی جاتی ہے ۔ اس دن دُنیا کے تمام مسلمان جو استطاعت رکھتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو پورا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانوروں کی قربانی پیش کرتے ہیں ۔ یہ دن حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیلُ اللہ کی فقید المثال قربانی کی یاد دلاتا ہے جس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک رات خواب دیکھا کہ وہ اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر رہے ہیں ۔ اگلی صبح انہوں نے یہ خواب اپنے بیٹے کو سنایا، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار ہیں، انہوں نے جان کی قربانی میں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی لیکن انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ وہ انہیں کھلی جگہ پر لے گئے اور انہوں نے اپنی آنکھوں پر پٹّی باندھ لی تاکہ شفقتِ پدری سے رضائے الٰہی میں کوئی کوتاہی نہ ہوجائے۔ انہوں نے بڑی ہمت کے ساتھ اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھی اور ذبح کرنا شروع کیا۔ جب انہوں نے اپنی آنکھوں سے پٹی ہٹائی تو دیکھا کہ ان کے بیٹے کی جگہ ایک دُنبہ تھا جو قربان ہوا، اُن کا بیٹا ان کے سامنے کھڑا تھا۔ دراصل یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان تھا جس میں آپ سُرخرو ہوئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

قربانی ایک اہم مالی عبادت ہے اور شعائرِ اسلام میں سے ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ہجرت کے دس سال بعد تک مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے رہے، جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکّہ معظمہ ہی کے لیے مخصوص نہیں بلکہ ہر اس شخص پر قربانی واجب ہے جو صاحبِ نصاب ہو، چاہے وہ کہیں بھی رہتا ہو۔

مسلمانانِ عالم اپنے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے بکرا، گائے، بھینس اور اونٹ وغیرہ کی قربانی پیش کرتے ہیں۔ اس قربانی کا اصل مقصد یہ اظہار کرنا ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر چیز قربان کرنے کے لیے تیار ہیں چاہے وہ کتنی ہی پیاری کیوں نہ ہو۔ مسلمان قربانی کے جانور کے گوشت کو عام طور پر تین برابر حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ایک حصہ رشتہ داروں کے لیے، ایک مستحقین اور ایک حصہ خود استعمال کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کی یہ عظیم قربانی ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر چیز قربان کرنے کے لیے ہمیں ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔

☆ ایسٹر (عیدِ قیامت مسیح) Easter

مسیحی سال کی ایک بڑی عید ایسٹر ہے، جو خداوند یسوع مسیح کے جی اُٹھنے کی یاد میں منائی جاتی ہے۔ اس کی تاریخ 22 مارچ اور 25 اپریل کے درمیان ہوتی ہے۔ یعنی موسمِ بہار کے اُس دِن کے بعد جب دِن اور رات برابر ہوتے ہیں۔ اس کی تاریخ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ 21 مارچ یا اِس کے بعد جس تاریخ کو جب چاند پورا ہو اُس کے بعد کا پہلا اتوار ایسٹر کا ہوگا لیکن اگر پورا چاند پہلے اتوار کو ہو تو اُس سے اگلا اتوار ایسٹر ہوگا۔

خداوند یسوع مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا بائبل مقدس کی بہت سی پیشین گوئیوں کی تکمیل ہے جیسے کہ حضرت داؤد علیہ السلام زبور میں کہتے ہیں ''تو میری جان کو پاتال میں نہ رہنے دے گا۔'' جب کہ حضرت داؤد علیہ السلام تو روزِ قیامت کو ہی زندہ ہونگے۔ یہ بات اُنہوں نے خداوند یسوع مسیح کے بارے میں کہی جو زندہ ہوئے۔ خداوند یسوع مسیح نے خود اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا ''تم جانتے ہو کہ دو دن کے بعد فسح ہوگا اور ابنِ انسان حوالہ کیا جائے گا تا کہ اسے صلیب دیا جائے'' (مقدس متی 226:)۔

پس خداوند یسوع مسیح اپنے کہنے کے مطابق تیسرے دن جی اٹھا۔ خداوند یسوع مسیح نے بہت سے ثبوتوں کے ساتھ اپنے آپ کو زندہ ثابت بھی کیا۔ جیسے وہ مریم مگدلینی کو دکھائی دیا، اپنے گیارہ شاگردوں کو دکھائی دیا، دو شاگردوں کو اماؤس کی راہ پر دکھائی دیا، وہ ماہی گیروں کو دکھائی دیا، وہ ایک ہی بار 500 لوگوں کو دکھائی دیا، جب مقدس پولوس رسول نے یہ بیان لکھا تو اُس وقت اُن میں سے بہت سے لوگ زندہ تھے۔ اُس وقت وہ کہہ سکتے تھے کہ مقدس پولوس رسول جھوٹ بول رہا ہے لیکن ایسا کُچھ بھی نہیں ہوا، پطمس کے جزیرہ میں یوحنا عارف کو دکھائی دیا، مقدس پطرس نے کہا کہ سب شاگردوں نے خداوند یسوع مسیح کو دیکھا، انہوں نے دمشق کی راہ پر مقدس پولوس رسول پر اپنے آپ کو ظاہر کیا، مقدس لوقا لکھتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح زندہ ہونے کے بعد چالیس دن تک لوگوں کو دکھائی دیتے رہے۔

اِنجیل مقدس میں مرقوم ہے کہ اگر خداوند یسوع مسیح مُردوں میں سے زندہ نہیں ہوا تو ہمارا ایمان لانا بے فائدہ ہے، اور ہم ابھی تک گناہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہمارے پاس بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔ مقدس پطرس رسول جس نے خداوند یسوع مسیح کے پکڑوائے جانے کے وقت تین بار اُس کا اِنکار کیا جب اُس نے زندہ خداوند یسوع مسیح کو دیکھ لیا تو وہ اُس کی خاطر قربان ہوگیا۔ جن لوگوں سے ڈر کر اُس نے خداوند یسوع مسیح کا انکار کیا تھا اُنہی کے سامنے وہ خداوند یسوع مسیح کا اقرار کر کے اُن کو بھی خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے کی تلقین کر رہا تھا۔

دُنیا بھر کے مسیحی اِس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح مر کر تیسرے دِن مُردوں میں سے زندہ ہوئے۔ اِسی یاد کی خوشی میں اِیسٹر یا عید قیامتِ مسیح مناتے ہیں۔ اِس تہوار کو پاکستانی مسیحی بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں اور اپنی نجات کے ایمان پر پختہ ہو جاتے ہیں۔

یہ تہوار خداوند یسوع مسیح کے جی اُٹھنے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اِنجیل مقدس کے مطابق مسیحیوں کے ایمان کی بنیاد خداوند یسوع مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے پر ہے۔

دنیا بھر کے مسیحی اِس تہوار کو بڑی دُھوم دَھام سے مناتے ہیں۔ گرجا گھروں میں عبادات منعقد ہوتی ہیں جن میں رواداری، پیار و محبت اور ایثار و قربانی کا درس دیا جاتا ہے، وطنِ عزیز کی سلامتی اور بقا کی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

یہ دن مسیحیوں کے لیے بالکل اسی طرح اہم ہے جس طرح مسلمانوں کے لیے عید یا ہندوؤں کے لیے ہولی یا دیوالی، لہٰذا مسیحی اس دن کی آمد سے پہلے ہی بھرپور تیاریوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ نئے کپڑے سلواتے ہیں، گھروں کو خوبصورتی سے سجایا جاتا ہے۔ ایسٹر کے دن گھروں میں مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔ مختلف اقسام کے کھانے پکائے جاتے ہیں جن میں میٹھی ڈشوں کو خصوصی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور پھر تمام گھر والے رات کا کھانا اکٹھے بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ ایسٹر کے موقع پر تمام مسیحی آپس میں گھل مل جاتے ہیں۔ اس طرح یہ ایک مذہبی اور ثقافتی تہوار بھائی چارے، یک جہتی اور پیار کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ مسلمان بھی اس موقع پر اپنے مسیحی بھائیوں کو مبارکباد دیتے ہیں اور ان کی خوشیوں میں شامل ہوتے ہیں۔ اس طرح مذہبی رواداری اور بھائی چارہ بڑھتا ہے جو ملکی یک جہتی اور اتحاد کا باعث بنتا ہے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصّل جواب لکھیے۔

(i) مسلمان عیدالاضحیٰ کیسے مناتے ہیں؟

(ii) مسیحی ایسٹر کی تقریبات کب مناتے ہیں؟ تفصیل سے لکھیے۔

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) عیدالاضحیٰ کا اصل مقصد کس بات کا اظہار کرنا ہے؟

(ii) عیدالاضحیٰ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

(iii) ایسٹر کی تاریخ معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(iv) مسیحی ایسٹر کیوں اور کیسے مناتے ہیں؟

-3 درست جوابات کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) مسلمان قربانی کے گوشت کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ برابر حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

(ا) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(ii) عیدالاضحیٰ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منائی جاتی ہے۔

(ا) 8 ذوالحجہ کو (ب) 9 ذوالحجہ کو (ج) 10 ذوالحجہ کو (د) 11 ذوالحجہ کو

(iii) ایسٹر کی تقریبات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مناتے ہیں.

(ا) مسلمان (ب) مسیحی (ج) ہندو (د) پارسی

(iv) ایسٹر پر گرجا گھروں میں وطنِ عزیز کی سلامتی اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی دعائیں مانگی جاتیں ہیں۔

(ا) فنا (ب) بقا (ج) شفا (د) غناء

(v) عیدالاضحیٰ کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سنت ہے۔

(ا) حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ (ب) خداوند یسوع مسیح

(ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام (د) حضرت داؤد علیہ السلام

سرگرمیاں

(i) طلبہ مختلف مذاہب کے تہواروں کا چارٹ بنائیں۔

(ii) ایسٹر کا دن جس طرح گزارتے ہیں اور اُنکے اہم نکات چارٹ پر تحریر کریں۔ایک گروپ بطور اخباری رپورٹر ان کی خبروں کو تحریری شکل میں لائے۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) اساتذہ طلبہ کو مختلف مذاہب کے تہواروں کی اہمیت اور ان کا احترام کرنے کا درس دیں۔

ہولی

ہندو مذہب کے مذہبی تہوار کم و بیش ساٹھ ہیں جو سارا سال دُنیا کے مختلف علاقوں میں منائے جاتے ہیں پھر میلے الگ ہیں جن کی تعداد بھی بیس کے لگ بھگ ہے۔ اہم اور بڑے تہواروں اور میلوں میں دیوالی، دسہرا، ہولی، مہا شیوراتری، بسنت وغیرہ شامل ہیں لیکن ہم یہاں صرف ہولی کے بارے میں پڑھیں گے۔

پاکستان میں ہندو برادری کی اکثریت سندھ میں رہتی ہے جو اپنے تمام تہوار دھوم دھام سے مناتی ہے۔ ملک کے سب سے بڑے شہر کراچی میں ہندو برادری کے لیے تہوار ایک جگہ جمع ہونے کا بھی سبب بنتے ہیں۔ ہولی کے تہوار پر رنگ خوشیوں میں اور بھی اضافہ کرتے ہیں۔ ہولی کے تہوار میں سب کو رنگوں میں رنگا جاتا ہے۔ کوئی دوست کسی وقت بھی ہاتھوں میں رنگ لیے پہنچ سکتا ہے۔ ایسے تہوار بزرگوں سے دعائیں لینے کا بھی موقع فراہم کرتے ہیں۔

بسنت بہار کا وہ موسم ہے جس کے آتے ہی ہندوؤں کے جسم میں جان آجاتی ہے۔ اسی موقع پر ہولی منائی جاتی ہے۔ یہ تہوار برصغیر پاک و ہند میں بڑے جذبے اور شوق سے منایا جاتا ہے۔ رات کو ہولی کی آگ جلائی جاتی ہے، جسے ہولکا کہتے ہیں اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ جس طرح بھگوان دسنل نے اپنے پیارے بھگت پرلاد کی آگ سے حفاظت کی تھی، اسی طرح ہندو آریہ بھی خوشی کے ساتھ ہولی کی آگ جلاتے ہیں۔ اِس موقع پر جدھر دیکھیے ادھر رنگ، جسم پر رنگ، منہ پر رنگ، آنکھوں میں رنگ، ہوا میں رنگ، آسمانوں پر رنگ غرضیکہ ہر طرف رنگ ہی رنگ ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے ساری دنیا رنگین ہوگئی ہے۔ ڈھول تاشے ہر طرف بج رہے ہوتے ہیں۔ کہیں کوئی لوک گیت اور دوسرے راگ الاپ رہا ہے، کسی کی زبان پر جوگیوں والے گیت ہیں اور کوئی کبیر داس کی کبیر گا کر لوگوں کو خوش کر رہا ہے۔ کوئی رنگا جا رہا ہے، کوئی ناچ رہا ہے، کوئی دوسروں کو نچا رہا ہے، کوئی خود بھیگ رہا ہے اور دوسروں کو بھگو رہا ہے۔ اس کو دھدہی کاندو کہتے ہیں اس تہوار کے مذہبی دیو مالائی پس منظر پر اس طرح روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔

ہولی کا تعلق کل یگ سے ہے، جسے کل جگ بھی کہا جاتا ہے۔ بات بہت پُرانی ہے ایک راجہ ہرنا کشیب کسی زمانے میں کشمیر سے ملتان تک راج کرتا تھا۔ موجودہ خطہ کشمیر اسی کے نام پر پہلے کشیب میر کہلایا پھر کثرت استعمال سے کشمیر ہوگیا۔ کہتے ہیں جوانی میں یہ راجہ بڑا عبادت گزار تھا اور اس کی یہ دعا قبول ہو چکی تھی کہ اسے ایسے وقت موت آئے جب نہ دن ہو نہ رات ہو، نہ زمین پر مرے نہ فضا میں۔ اس لیے اسے یہ وہم ہو گیا تھا کہ وہ مر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ جب اس کو اپنے امر ہونے کا یقین ہو گیا تو اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا اور اپنی رعایا کو مجبور کر دیا کہ وہ اس کو اپنا رب مانے، اسی کو سجدہ کرے، اسی راجہ ہرنا کشیب کا جسے ہرنا کش (سنہری آنکھوں والا) بھی کہا جاتا ہے کو بھگوان نے ایک بیٹا دیا جس کا نام پرلاد تھا، اس وقت کے دستور کے مطابق جب اس کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو اس کو ایک اچاریہ کے گوروکل میں بھیجا گیا۔ گوروکل کو اس زمانے کی ایسی درسگاہ سمجھ لیجیے جس میں ہر ورن کے آدمی کو اس کے ورن کے مطابق اور راج کماروں کو شاہی آداب اور رسوم کے مطابق تعلیم اور تربیت کی جاتی تھی۔ جب یہ لڑکا جس کا نام پرلاد تھا گوروکل گیا تو وہاں اسے پرانوں، اپنشدوں اور ویدوں کی تعلیم دی گئی۔ اسے سمجھایا گیا کہ دُنیا کو بنانے والا کون ہے، انسان اور بھگوان کا کیا تعلق ہے۔ راج کماروں کے فرائض کیا ہیں اور جب وہ راج گدی سنبھالے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ بارہ برس تک گوروکل میں تعلیم و تربیت پانے کے بعد جب پرلاد گوروکل سے فارغ التحصیل ہو کر واپس لوٹا تو اپنے باپ کے راج

کی سرحد میں اس وقت داخل ہوا جب سندھیا کا وقت تھا۔ مندروں میں روشنی ہو رہی تھی، سنکھ اور گھڑیال بج رہے تھے اور لوگ ہرناکش کی مورتی کو سجدہ کر رہے تھے۔ مذہبی تعلیم پانے کی وجہ سے اس نے شام کی پوجا کیلئے ایک مندر کا رخ کیا۔ جب وہاں اسے معلوم ہوا کہ اس کے باپ نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور مندروں میں اپنی مورتی رکھوائی ہے اور لوگوں سے سجدہ کرواتا ہے تو اس نے مندر میں موجود لوگوں سے کہا کہ میرا باپ تو ایک فانی انسان ہے، پوجا کے قابل تو وہ بھگوان ہے جو اس سنسار کا مالک ہے اس لیے میرے باپ کی مورتی کو سجدہ نہ کرو۔ راج کمار پرلاد کی یہ بات راجہ ہرناکش تک بھی پہنچ گئی کہ پرلاد اسے خدا نہیں مانتا۔ چنانچہ جب بیٹا باپ کے سامنے گیا تو ہرناکش نے کہا کہ مجھے سجدہ کرو۔ پرلاد نے کہا کہ آدمی کو آدمی کی نہیں بھگوان کی پوجا کرنی چاہیے۔ جب پرلاد اپنی بات پر قائم رہا تو ہرناکش نے اسے کئی آزمائشوں میں ڈالا۔ اسے دریا میں پھینکا گیا۔ پہاڑ سے گرایا گیا لیکن وہ ہر بار محفوظ اور سلامت رہا، آخر ہرناکش اپنے درباریوں سمیت ہلاک ہو گیا اور پرلاد زندہ رہا۔

ہولی کا تہوار پرلاد کی یاد میں منایا جاتا ہے کہ سچ نے جھوٹ پر فتح پائی۔ اس دن چتائیں بنا کر اور ان میں ہولی کا پتلا جلا کر گویا یہ عہد کیا جاتا ہے کہ ہمیشہ رہے نام پرمیشور کا۔ پھر صرف چتائیں روشن کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ بھگوان کے بندوں کی سرخروئی کی خوشی میں انتہائی خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے اور سچ کے خون کی سرخی کو اُڑا کر خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ اس طرح ہولی کا تہوار رنگوں کا تہوار بن جاتا ہے دن بھر لوگ مسرّت کے گیت گاتے اور ایک دوسرے پر رنگ پھینکتے رہتے ہیں اور ٹولیوں میں جمع ہو کر ناچتے گاتے پھرتے ہیں اور اس سرخی کی رعایت سے ان علاقوں میں جہاں ڈھاک کے جنگل ہوتے ہیں ٹیسو کے سرخ سرخ پھول پانی میں ڈال کر اس آگ کے پاس بیٹھ کر نہاتے ہیں جو جگہ ہولی جلانے کے لیے روشن کی جاتی ہے۔

روایتی مسرتوں کے ساتھ ساتھ ہولی کے تہوار میں کچھ موسمی خوبیاں بھی ہیں۔ سردی کے آخری دن ہوتے ہیں اور آگ کو ذرا پُرتکلف تقریب سے رخصت کیا جاتا ہے۔ ٹیسو کے پھولوں والے پانی سے نہانے والے، آنے والے موسم کی بیماری سے اکثر و بیشتر محفوظ رہتے ہیں اس طرح ہولی ایک ایسا تہوار بن جاتا ہے جس میں سچائی کی طرف داری، جھوٹ سے بیزاری اور صحت و سلامتی کی دعا سبھی کچھ شامل ہے۔

مشق

1- درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) ہولی کے تہوار کے بارے میں مفصل لکھیے۔

(ii) ہولی کی تاریخی حیثیت کیا ہے تفصیلاً لکھیے۔

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) ہولی کی آگ کیوں جلائی جاتی ہے؟

(ii) ہولی کا پیغام کیا ہے؟

(iii) کشمیر کا پرانا نام کیا ہے؟

(iv) ہرناکش کے کیا معنی ہیں؟

(v) ہولی کے دن لوگ صبح سویرے کیا کرتے ہیں؟

3- دُرست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) راجہ ہرناکشیپ کشمیر سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرتا تھا۔

(ا) لاہور تک (ب) ملتان تک (ج) دلی تک (د) کلکتہ تک

(ii) ہولی کا تہوار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منایا جاتا ہے:

(ا) پاک وہند میں (ب) چین میں (ج) روم میں (د) ایران میں

(iii) پاکستان میں ہندو برادری کی اکثریت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رہتی ہے:

(ا) سندھ میں (ب) پنجاب میں (ج) خیبر پختونخواہ میں (د) بلوچستان میں

(iv) بسنت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا وہ موسم ہے جس کے آتے ہی ہندوؤں کے جسم میں جان آجاتی ہے:

(ا) بہار (ب) خزاں (ج) سردی (د) گرمی

5- خالی جگہ پُر کیجیے۔

(i) ہولی پر کہیں ڈھول تاشے تو کہیں .... بج رہے ہیں۔

(ii) ہولی کا تعلق .... سے ہے۔

(iii) ہولی کے تہوار پر ایسا لگتا ہے جیسے ساری دنیا .... ہوگئی ہے۔

(iv) راجہ ہرناکشیپ کو وہم ہوگیا تھا کہ وہ .... نہیں سکتا۔

(v) جوانی میں راجہ بڑا .... تھا۔

سرگرمیاں

(i) مختلف ذرائع سے ہولی کے مناظر والی تصاویر اکٹھی کریں اور کمرہ جماعت میں ان کی نمائش کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) طلبہ کو ہولی کے تاریخی پس منظر سے آگاہ کر کے ہولی کا اصل پیغام بچوں کو دیں۔

(ii) اساتذہ طلبہ کو مختلف مذاہب کے تہواروں کے پسِ منظر اور فوائد بتائیں۔

نوروز (Nauroz)

’’نوروز‘‘ زَرتُشت مذہب میں بہت اہمیت کا حامل تہوار ہے۔اس کی جڑیں اس مذہب میں بہت گہری ہیں۔دنیا کی تمام قوموں اور مذاہب نے ان کے ماننے والوں کو مختلف تہواروں سے متعارف کروایا ہےجنہیں وہ بہت زیادہ جوش وخروش سے مناتی ہیں۔ اسی طرح کے تہواروں میں ایک تہوار’’نوروز‘‘ بھی ہے’’نوروز‘‘ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی نیا دن کے ہیں۔نوروز ایرانی تہوار ہے جسے ہرسال 20 یا 21 مارچ کو انتہائی جوش وجذبے سے منایا جاتا ہے یہ تہوار موسم بہار کوخوش آمدید کہنے کے لیے منایا جاتا ہے اور اسے سال کا پہلا دن تصور کیا جاتا ہے۔

’’نوروز‘‘ کی تیاریاں اس کی آمد سے قبل ہی شروع ہو جاتی ہیں۔اس تہوار کی نسبت سے لوگ اپنے گھروں،محلوں اورعلاقوں کوصاف ستھرا کرتے ہیں۔ان کے خیال میں خزاں کے بعد بہار آتی ہے جو نیا جذبہ،ولولہ اور جوش پیدا کرتی ہے۔لوگوں کے دلوں میں نئی امنگیں، امیدیں اور بہاریں جاگ جاتی ہیں ہرطرف ریل پیل اور سبزہ دلوں کوموہ لیتا ہے جس کا انسانی مزاج پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے اس کا اظہار’’نوروز‘‘ کی شکل میں کیا جاتا ہے۔اس تہوار کی تیاری کیلئے لوگ نئے نئے کپڑے خریدتے ہیں۔ لوگ ایک دوسرے کومشہور پھول جن میں ’’ہائے سنتھ‘‘اور’’گُلِ لالہ‘‘ کا تبادلہ کرتے ہیں۔’’نوروز‘‘ کے پہلے دن خاندان کے لوگ میز کے اردگرد اکٹھے ہوتے ہیں جس کے اوپر’’ہفت سین‘‘ ہوتا ہے۔ بہار کی آمد کے دُرست لمحے کا انتظار ہوتا ہےاس موقع پرلوگ ایک دوسرے کوتحفے بھی پیش کرتے ہیں۔

’’ہفت سین‘‘نوروز کا ایک بڑا روایتی دسترخوان ہے۔اس کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دسترخوان زندگی،صحت، دولت کی فراوانی،محبت اورصبر وخالصیت کوظاہر کرتا ہے۔اس میں سات مخصوص اشیا شامل ہوتی ہیں جوصرف’’س‘‘،یعنی’’S‘‘ کے حرف سے شروع ہوتی ہیں۔

اشیا	معنی	تصور/عقیدہ
(1) سبزی	گندم،جو،مسور	روحانی پختگی کے لیے۔
(2) سامانو	ایک میٹھی ڈش	دولت مندی کی علامت۔
(3) سیب	پھل	صحت اورخوبصورتی کی علامت۔
(4) سنجید	جنگلی زیتون،خشک پھل	محنت کوظاہرکرتا ہے۔
(5) سیر	لہسن	صحت کی نمائندگی کرتا ہے۔
(6) سماق	ایک درخت کا نام	اچھائی کی بُرائی پرفتح کوظاہرکرتا ہے۔
(7) سرکہ	سرکہ	بڑھاپےاورصبرکی نمائندگی کرتا ہے۔

''ہفت سین'' بہت سے ارتقائی ادوار سے گزرتا چلا آرہا ہے لیکن اس کے باوجود اس کی علامت برقرار ہے اور ہر خاندان اپنی پوری کوشش کرتا ہے، کہ دسترخوان کو انتہائی خوبصورت انداز میں سجائے جتنا وہ سجا سکتے ہیں کیونکہ یہ دسترخوان ان کے لیے روحانی اہمیت کا حامل ہے۔ساتھ ساتھ یہ دسترخوان ان کے اچھے ذوق کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ ''نوروز'' کی چھٹیوں کے دوران لوگ اپنے خاندان کے بزرگوں، دوستوں اور پڑوسیوں کو ملنے جاتے ہیں۔ تمام لوگ نئے نئے کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں چھوٹے بڑوں کو ملنے میں پہل کرتے ہیں اور بعد میں بزرگ چھوٹوں کو ملنے بھی آتے ہیں۔ تیرہویں دن خاندان کے افراد گھر سے نکل کر پکنک کے لیے جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا ''نوروز'' کے بارے میں یہ اعتقاد ہے کہ ایک شخص جو کچھ ''نوروز'' پر کرے گا اس کا اثر پورا سال جاری رہے گا مثلاً، اگر کوئی شخص اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور ہمسایوں پر مہربان ہوگا تو اس کا سال اچھا متصور ہوگا لیکن اس کے برعکس اگر کوئی لڑائی جھگڑا کرے گا تو اختلافات بڑھیں گے تو پورا سال بُرا ہوگا۔ ان کے ہاں ایک روایت یہ بھی ہے کہ مرد حضرات اپنی پرانی عادات ورجحانات کے خاتمے کے لیے نئے سال کی رات تک اپنے چہروں کی شیو نہ کرنے کا فیصلہ کریں۔ مجموعی طور پر جشنِ نوروز ایک ایسا تہوار ہے جو مذہبی اور معاشرتی اعتبار سے لوگوں کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مُفصّل جواب لکھیے۔

(i) ''نوروز'' کس قسم کا تہوار ہے اور پاکستان میں کس طرح منایا جاتا ہے؟

(ii) ''ہفت سین'' نوروز کا ایک بڑا روایتی دسترخوان ہے تفصیل بیان کریں؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) ''نوروز'' کے لفظی معنی کیا ہیں؟

(ii) ''نوروز'' کا تہوار کس کو خوش آمدید کہتا ہے؟

(iii) ''نوروز'' کی چھٹیوں میں لوگ کیا کرتے ہیں؟

(iv) ''نوروز'' کی دو روایات کون سی ہیں؟

-3 دُرست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) ''نوروز'' پر لوگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا تبادلہ کرتے ہیں۔

(ا) گُلِ لالہ اور چنبیلی (ب) کنول اور گلاب (ج) گُلِ لالہ اور ہائے سنتھ (د) گیندا اور گُلِ لالہ

(ii) ساما نو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامت ہے۔

(ا) دولت مندی کی (ب) محنت کی (ج) صحت کی (د) بڑھاپے کی

(iii) سیب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامت ہے۔

(ا) اچھائی کی بُرائی پر فتح کی (ب) دولت مندی کی (ج) صحت اور خوبصورتی کی (د) صبر کی

(iv) سوماگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامت ہے۔

(ا) رُوحانی پختگی کی (ب) محنت کی (ج) خوبصورتی کی (د) اچھائی کی بُرائی پر فتح کی

سرگرمیاں

(i) ''نوروز'' بطور ایک تہوار پر ایک خوبصورت چارٹ بنائیں۔

(ii) ''ہفت سین'' ''S'' روایتی دسترخوان میں شامل ''سین'' سے مراد لی جانے والی اشیا کا چارٹ بنائیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) مختلف تہواروں کی اہمیت بتاتے ہوئے اصل مقصد کو واضح کریں اور معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ ملنے ملانے کے آداب پر گفتگو کریں۔

4

اخلاقی اقدار

پابندیٔ وقت دراصل تعمیرِ ملّت ہے

دیپک ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ وہ اکثر دیر سے سکول پہنچتا ہے، گھر آنے میں بھی دیر کر دیتا، راستے میں اِدھر اُدھر فضول کاموں میں اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ زیادہ تر اپنا وقت کرکٹ کھیلنے اور ٹیلی ویژن دیکھنے میں ضائع کرتا ہے، سکول سے ملا ہوا کام بھی پورا نہ کر پاتا۔ دیپک کے والدین اس کے اس رویہ سے بہت پریشان تھے یہاں تک کہ دیپک کے اساتذہ بھی اس کی لاپرواہی سے تنگ تھے۔ دیپک کے والدین نے اس کی کلاس کی ٹیچر سے بات کی کہ وہ دیپک کی لاپرواہی سے بہت پریشان ہیں لہٰذا وہ اُسے سمجھائیں کہ وہ وقت کی قدر کرے تاکہ پڑھ لکھ کر ایک اچھا انسان بن کر تعمیرِ ملّت میں اپنا کردار ادا کرے۔ اس پر دیپک کی اُستانی نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتی ہوں اور میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں دیپک کو راہِ راست پر لے کر آؤں گی لیکن اس کے لیے آپ کو بھی میرے ساتھ تعاون کرنا ہوگا۔

دیپک کی اُستانی نے جماعت میں پوچھا بیٹا دیپک! آپ کو علم ہے کہ سالانہ امتحان میں کتنا وقت باقی ہے؟ دیپک نے کہا مس جی ابھی پورے چھ ماہ باقی ہیں اس پر ٹیچر نے کہا آپ اپنا وقت ضائع نہ کرو اور مکمل توجہ سے پڑھائی کی طرف دھیان دو تاکہ آپ کی پابندیِ وقت ملک وملّت کی تعمیر میں کام آسکے۔ دیپک نے حیرانی سے کہا بھلا میرے پابندی وقت سے تعمیرِ ملّت کیسے ممکن ہے؟

دیپک کی اُستانی نے کہا کہ آج میں تمھیں ایک سچا اور تاریخی واقعہ سناتی ہوں جس کے بعد آپ خود ہی اندازہ لگا لینا کہ پابندیِ وقت اور تعمیرِ ملّت کا آپس میں کوئی تعلق ہے یا نہیں۔

نپولین بونا پارٹ ایک مشہور فاتح تھا۔ اس نے بہت سی جنگیں لڑیں اور جیتیں لیکن اسے ایک جنگ میں بُری طرح شکست ہوئی اور اس کے ملک پر دشمن نے قبضہ کر لیا اور نپولین بونا پارٹ کو قید کر لیا۔ دورانِ قید ہی وہ مر گیا، غور کرنے والی بات یہ ہے بچو! کہ وہ شخص جو بہت سی جنگیں جیتا ہو، بھلا ایک جنگ کیسے ہار سکتا ہے؟ بچوں نے جواب دیا نہیں معلوم! بچوں کا تجسّس بڑھ چکا تھا مس نے جواب دیا نپولین بونا پارٹ نے اپنی فوج کو مختلف ٹولیوں میں تقسیم کیا اور ہر ٹولی کے جرنیل کو مختلف اوقات پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ وہ خود سب سے آگے والی ٹولی کے ساتھ حملہ کرنے کے لیے بڑھا اس کے بعد جس ٹولی نے پیچھے سے اس کی مدد کرنا تھی۔ وہ صرف دو منٹ لیٹ ہو گئی تھی جس کی وجہ سے نپولین دشمن کے گھیرے میں آ گیا۔ اس طرح وہ اور اس کی فوج جنگ ہار گئے۔

دیکھا بچو! صرف دو منٹ تاخیر ہونے سے نہ صرف بادشاہ گرفتار ہو گیا بلکہ ملک پر دشمن نے قبضہ کر لیا، بچو! تو کیا ہمیں اس بات سے سبق حاصل نہیں کر لینا چاہیے کہ وقت کی پابندی نہ کرنے سے ہمیں اور ہمارے ملک وقوم کو کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بچوں نے کہا جی! مس جی! آپ نے تو ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ دیپک نے کہا مس جی! آج سے میں اپنی کلاس کے سامنے وعدہ کرتا ہوں کہ میں پابندیٔ وقت کر کے اپنے ملک وملّت کا نام روشن کروں گا۔ اُس کے اِس جملے کے بعد باقی بچوں نے بھی دیپک کی طرح پابندیِ وقت کی یقین دہانی کروائی۔

بیٹا! اگر آپ وقت کی قدر کرتے ہوئے پڑھیں گے تو ملک ترقی کرے گا اور دنیا میں ہمارے ملک کا نام بھی ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو جائے گا، لیکن اس کے برعکس اگر آپ وقت کو برباد کریں گے تو آپ فیل ہو جائیں گے، جس سے نہ صرف آپ کو بلکہ آپ کے گھر والوں اور مُلکِ پاکستان کو بہت نقصان ہوگا۔ آپ کی کامیابی پابندیِ وقت میں ہے اور پابندیِ وقت دراصل تعمیرِ ملّت ہے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصّل جواب لکھیے۔

(i) ''پابندیٔ وقت دراصل تعمیرِ مِلّت ہے'' کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

(ii) دیپک کی ٹیچر نے پابندیٔ وقت کے لیے کیا سچا واقعہ سنایا؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) دیپک کِس طرح وقت گزارتا تھا؟

(ii) دیپک کے والدین نے کیا کیا؟

(iii) اُستانی نے کس طرح دیپک کی اصلاح کی؟

(iv) سالانہ امتحان میں کتنا وقت باقی تھا؟

(v) نپولین بونا پارٹ کیسے جنگ ہارا؟

3- دُرست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) مدد کرنے والی ٹولی صرف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لیٹ تھی۔

(ا) دومنٹ (ب) چار منٹ (ج) چھے منٹ (د) آٹھ منٹ

(ii) نپولین بونا پارٹ نے اپنی فوج کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تقسیم کیا۔

(ا) حصوں میں (ب) گروپوں میں (ج) جماعتوں میں (د) ٹولیوں میں

(iii) نپولین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے ساتھ ٹولی تھی۔

(ا) آگے والی (ب) پیچھے والی (ج) درمیان والی (د) آخری والی

(iv) نپولین ایک مشہور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھا۔

(ا) مفتوح (ب) فاتح (ج) سپاہی (د) جرنیل

4- کالم (الف) کا رابطہ کالم (ب) سے کریں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
دورانِ قید مر گیا	دراصل تعمیرِ ملّت ہے۔
اُستانی نے	تعمیرِ ملّت میں کردار ادا کریں۔
دیپک	بچوں کی آنکھیں کھول دیں۔
پابندیِ وقت	راہِ راست پر آ گیا۔
اچھا انسان بن کر	نپولین۔

سرگرمیاں

(i) طلبہ وقت کی پابندی کرنے کی اہمیت کے حوالے سے جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں ان کو ایک چارٹ پر لکھیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) اساتذہ طلبہ کی ''پابندیِ وقت دراصل تعمیرِ ملّت ہے'' کے حوالے سے مختلف امثال کے ذریعے کردار سازی کریں۔

اُخوت کی برکتیں

اُخوت میں قوت

جمعہ کا دن تھا، سکول میں ہر جمعہ کو پڑھائی کے لیے نصف دن مقرر ہوتا ہے اور باقی وقت میں بزمِ ادب کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ بزمِ ادب کا پیریڈ تھا سب بچے باری باری حصہ لے رہے تھے۔ مس ماریہ بڑے انہماک سے بچوں کی ہم نصابی سرگرمیوں کو دیکھ رہیں تھیں اور بچے اپنی اپنی پسند کی ادبی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے تھے، کوئی حمد پڑھتا، کوئی نظم سناتا، کوئی لطیفہ اور کوئی شعر غرضیکہ تمام طلبہ بڑے اچھے ماحول میں بزمِ ادب میں شرکت کر رہے تھے، ہر طالب علم کی آمد پر تالیوں سے اس کا استقبال کیا جاتا اور جب وہ اپنے عنوان کو مکمل کر کے جانے لگتا پھر تالیاں بجائی جاتیں۔ یہ منظر بڑا خوبصورت تھا۔

مِس ماریہ بزم ادب کے اختتام پر بچوں سے خطاب کرنے لگیں تو بچوں نے کہا، مِس صاحبہ آج آپ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جو ساری زندگی ہمیں فائدہ دے، کچھ دیر کے لیے مِس صاحبہ نے سوچا اور پھر بولیں بچو! ویسے تو تمام اساتذہ آپ کو ایسی ہی باتیں بتاتے ہیں جو ساری زندگی کام آنے والی ہوتی ہیں خیر چلو آج میں آپ سے خطاب نہیں کروں گی بلکہ باتوں باتوں میں ہی کچھ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

بچو! مجھے ایک سوال کا جواب چاہیئے کیا تمام لوگ ایک ہی طرح کی زندگی گزار رہے ہیں؟ جی نہیں مِس جی تمام بچوں نے یک زبان کہا! کچھ امیر ہیں کچھ غریب ہیں کسی کا گھر پکا ہے کسی کا گھر کچّا ہے، بچوں نے جواب دیا۔ مس جی عاصم کی تو کوٹھی ہے اور ہاں ان کے گھر تو گاڑیاں بھی ہیں انجم نے کہا، اچھی بات ہے خدا سب کو دے، بچو! کبھی آپ نے غور کیا کہ آپ کے گھر کے دائیں اور بائیں جانب جو لوگ رہتے ہیں وہ کیسے ہیں؟ مس جی ان کی چھوڑیں وہ تو ہر روز شام کے وقت دوسرے گھروں سے سالن روٹی لینے کے لیے جاتے رہتے ہیں۔ وہ نہیں ٹھیک! مس صاحبہ نے کہا، بیٹا! ہم سب انسان ہیں اور ملک پاکستان کے شہری ہیں، ہمیں خوشیاں بانٹنی چاہیے، اور دکھ درد کو سمیٹنا چاہیے، اگر آپ کے ہمسائے میں کوئی غریب، مفلس یا لاچار لوگ بستے ہیں تو ان کی مدد کرنی چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھوکے کو کھانا کھلائیں اگر کوئی بیمار ہے تو اس کے لیے علاج معالجے کا بندوبست کریں۔ ہمارے علاقے میں بہت سی فلاحی تنظیمیں بنی ہوئی ہیں جو مفلس، مستحق اور نادار لوگوں کی مدد کرتی ہیں۔ شہلا کہنے لگی مس جی وہ پیسے کہاں سے لیتے ہیں؟ مس ماریہ نے کہا بیٹا شہر کے مُخیّر (امیر) حضرات مل کر اس طرح کے فلاحی ادارے چلا رہے ہیں۔ اکرم نے کہا مس صاحبہ آپ کی اس بات سے میرے دل میں بھی ایک خیال آیا ہے کیا ہماری جماعت کے بچے مل کر اس طرح کا کام سرانجام دے سکتے ہیں؟ مس ماریہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا، کیوں نہیں بیٹا ضرور کر سکتے ہو۔ ویسے آپ اس کام کو کیسے کرو گے؟ مس جی ہم تمام بچے اپنی روزانہ ملنے والی جیب خرچ کی

رقم سے کچھ بچا کر جمع کریں گے اور پھر ان پیسوں سے ہمارے سکول میں داخل ہونے والے وہ بچے جو نادار ہیں اور وہ اپنی ضروریات کی چیزیں خریدنے کی قوّت نہیں رکھتے ان کی ضروریات کو پُورا کیا جا سکے گا جس میں ان کی پنسل، شارپنر، کاپیاں وغیرہ شامل ہوں گی۔ اکرم کے اس خوبصورت خیال کو سب بچوں نے بہت سراہا اور سب نے مل کر عزم کیا کہ آج کے بعد وہ اپنے غریب بہن، بھائیوں کی بلاتفریق مدد کریں گے اور ملک پاکستان کو خوشحال اور پڑھا لکھا بنائیں گے۔ مِس ماریہ نے بچوں کے اس خیال کو بہت پسند کیا اور تالیاں بجا کر بچوں کی حوصلہ افزائی کی اور کہا بیٹا! سدا سلامت رہو۔ آپ اسی طرح انسانیت کے کام آؤ۔ دوسروں کی تکلیفوں کو محسوس کرتے ہوئے ان کے دکھوں کا مداوا کرو، اور خوشیاں بانٹو!

مشق

1- درج ذیل سوالات کے مفصّل جواب لکھیے۔

(i) ''اخوت میں قوت'' کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

(ii) مِس ماریہ نے بچوں کو کیا پیغام دیا؟

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) جمعہ کو پڑھائی کے لیے کتنا وقت مقرر ہوتا ہے؟

(ii) بچے بزمِ ادب میں کیا کر رہے تھے؟

(iii) بچوں نے مس ماریہ سے کیا کہا؟

(iv) فلاحی تنظیمیں کیا کرتی ہیں؟

(v) اکرم کے ذہن میں کیا خیال آیا؟

3- خالی جگہ پُر کیجیے۔

(i) مِس ماریہ بڑے .... سے بچوں کی ہم نصابی سرگرمیوں کو دیکھ رہی تھیں۔

(ا) دھیان (ب) غصے (ج) شوق (د) انہماک

(ii) ہمیں خوشیاں بانٹنی چاہیے اور دُکھ درد کو .... چاہیے۔

(ا) بڑھانا (ب) گھٹانا (ج) سمیٹنا (د) بانٹنا

(iii) شہر کے مخیّر حضرات مل کر .... ادارے چلا رہے ہیں۔

(ا) فلاحی (ب) تعلیمی (ج) سیاسی (د) اقتصادی

(iv) مِس ماریہ نے بچوں کے اس خیال کو............کیا۔

(ا) ناپسند (ب) پسند (ج) مسترد (د) منظور

سرگرمیاں

(i) ہم کس طرح معاشرے میں موجود ضرورت مند افراد کے کام آسکتے ہیں؟ مختلف آرا کو اکٹھا کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) اساتذہ ''انسانیت کی خدمت میں عظمت'' کے موضوع پر مختلف واقعات سنائیں تاکہ بچوں کی کردار سازی میں مدد ہو سکے۔

آؤ مل کر کھیلیں

دادی اماں! دادی اماں! مریم چیختی ہوئی دادی اماں کے کمرے میں داخل ہوئی۔ دادی نے مریم کو تھاما اور پیار سے پوچھا۔ بیٹی! کیا البرٹ (Albert) اور وکٹر (Victor) پھر سے لڑ رہے ہیں؟ مریم نے ہانپتے ہوئے جواب دیا۔ جی دادی اماں وہ کھیل رہے تھے کہ وکٹر بھائی ہار گئے انہوں نے اپنی ہار نہیں مانی اور غصے میں آ کر البرٹ بھائی کی کھلونا گاڑی توڑ دی۔ البرٹ بھائی نے بدلہ لینے کے لیے ان کی کھلونا گاڑی خراب کر دی اب دونوں ایک دوسرے سے ناراض ہیں آپ ان کی دوستی کرا دیں نا! اچھا تو یہ بات ہے!'' دادی اماں نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ چلو میں انہیں سمجھاتی ہوں!'' یہ کہہ کر انہوں نے مریم کا ہاتھ تھاما اور اسے صحن میں لے گئیں جہاں دونوں بھائی الگ الگ کونوں میں بیٹھے اپنی اپنی کھلونا گاڑیوں کو جوڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔

دادی اماں نے دونوں کو اپنے پاس بلایا اور پیار سے سمجھاتے ہوئے بولیں۔ البرٹ، وکٹر! بیٹا آپ دونوں کو ہم نے کتنی دفعہ سمجھایا ہے کہ بھائی آپس میں لڑتے نہیں ہیں۔ کھیل میں ہار جیت تو ہوتی رہتی ہے پھر اتنی سی بات پر لڑنا اچھی بات تھوڑی ہے! پتہ ہے کہ کوئی آپ کو لڑتے ہوئے دیکھے گا تو کیا کہے گا؟ یہی کہ یہ دونوں تو گندے بچے ہیں، ہر وقت لڑتے رہتے ہیں، ان کے ساتھ دوسرے بچوں کو مت کھیلنے دو۔ پھر آپ کے دوست بھی آپ کے ساتھ نہیں کھیلیں گے اور آپ دونوں اکیلے رہ جاؤ گے۔

بتاؤ! آپ لوگ چاہتے ہو کہ آپ کا کوئی دوست نہ ہو؟'' دونوں نے نفی میں سر ہلایا تو دادی اماں نے کہا تو پھر جلدی سے دوستی کرو۔ دادی نے دونوں کو قریب کر کے ان کے ہاتھ ملوائے۔ یہ کہہ کر دادی واپس اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ اب صحن میں صرف مریم، البرٹ، اور وکٹر باقی تھے۔ مریم ان دونوں کو تھوڑی دیر تک دیکھتی رہی پھر تنگ آ کر بولی! یہ اب آپ لوگ دوستی بھی کریں گے یا نہیں؟ یہ سن کر دونوں بھائی چونک گئے، اتنے میں وکٹر نے کہا، لاؤ البرٹ میں تمہاری کھلونا گاڑی ٹھیک کر دوں۔ یہ سن کر البرٹ مسکرانے لگا۔ اس نے اپنی کھلونا گاڑی وکٹر کو دے دی اور وکٹر کی گاڑی لے کر خود ٹھیک کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں دونوں کی کھلونا گاڑیاں ٹھیک ہو چکی تھیں اور دونوں خوشی خوشی مل کر کھیل رہے تھے۔ اتنے میں دادی اماں صحن میں آئیں وہ انہیں ایک دفعہ پھر ساتھ دیکھ کر بہت خوش تھیں۔ دادی نے کہا۔ تو اب! اتنے میں وکٹر نے جلدی سے جواب دیا۔ دادی اب ہمیں سمجھ میں آ گیا ہے کہ لڑنا بہت بری بات ہے اور ہمیں اپنی چیزوں اور ہار جیت پر لڑنے کی بجائے مل کر کھیلنا چاہئے اور اپنی ہار جیت کو قبول کر لینا چاہیئے۔ اس سے دوسرے بھی خوش ہوتے ہیں خدا بھی خوش ہوتا ہے اور ہمیں بھی خوشی ملتی ہے۔ دادی اماں، وکٹر کی بات سن کر بہت خوش ہوئیں اور پیار سے دونوں کو گلے لگا لیا۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصّل جواب لکھیے۔

(i) کہانی کا خلاصہ لکھیے۔

(ii) ''آؤ مل کر کھیلیں'' میں مریم، البرٹ اور وکٹر کے کرداروں کو اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) البرٹ اور وکٹر کیوں لڑے؟

(ii) البرٹ اور وکٹر کی گاڑیاں کس نے ٹھیک کیں؟

(iii) ہمیں اس کہانی سے کیا سبق ملتا ہے؟

(iv) مریم نے اپنی دادی اماں کو کیا بتایا؟

(v) دادی اماں کے سمجھانے کے بعد وکٹر نے کیا کیا؟

-3 دُرست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) کہانی آؤ مل کر کھیلیں میں وکٹر کی کردار سازی میں بڑا حصہ تھا:

(ا) والد کا　　(ب) والدہ کا　　(ج) مریم کا　　(د) دادی اماں کا

(ii) ہمیں اپنی چیزوں اور ہار جیت پر لڑنے کی بجائے کھیلنا چاہیے:

(ا) خوش ہو کر　　(ب) مِل بانٹ کر　　(ج) لڑ جھگڑ کر　　(د) علیحدہ ہو کر

(iii) کہانی میں کرداروں کی کل تعداد ہے:

(ا) 2　　(ب) 3　　(ج) 4　　(د) 5

(iv) کھیلتے ہوئے ہار گیا:

(ا) البرٹ　　(ب) مریم　　(ج) وکٹر　　(د) کوئی نہیں

(v) دادی اماں نے سمجھایا:

(ا) البرٹ کو　　(ب) مریم کو　　(ج) وکٹر کو　　(د) البرٹ اور وکٹر کو

-4 خالی جگہ پُر کریں۔

(i) گندے بچوں کا کوئی......................نہیں ہوتا۔

(ii) مریم نے......................کو بھائیوں کی لڑائی کا بتایا۔

(iii) البرٹ اور وکٹر نے ایک دوسرے کی................توڑ دی۔

(iv) دادی اماں نے دونوں کی................کرا دی۔

(v) مل کر کھیلنے سے خدا بھی......................ہوتا ہے۔

سرگرمیاں

(i) اس طرح کی کوئی اور سبق آموز کہانی لکھیے۔

(ii) ''آؤ مل کر کھیلیں'' کو کردار نگاری کے انداز میں پیش کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) طلبہ کو مِل جُل کر اور بانٹ کر کھیلنے سے سماجی طور پر پڑنے والے اچھے اثرات سے آگاہ کریں۔

میرے دوست

ڈیوڈ گل (David Gill) ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ وہ بچپن سے ہی بڑا ہونہار تھا۔ وقت پر سکول آنا، باقاعدگی سے ہوم ورک کرنا اور ہر ایک سے عزت سے پیش آنا ڈیوڈ گل کی خوبیاں تھیں۔ اسی وجہ سے والدین کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی آنکھ کا بھی تارا تھا۔ ڈیوڈ گل اتنا سمجھ دار تھا کہ سکول کے باہر بکنے والی چیزیں کھانا درست نہ سمجھتا۔ وقفے میں بھوک مٹانے کے لیے باقاعدگی سے گھر سے کھانا کا ڈبا لاتا تھا۔ ڈیوڈ گل کی امی ہر روز اسے پراٹھا اور اچار دیتی۔ جسے وہ مزے مزے سے کلاس میں بیٹھ کر کھاتا اور سکول کے واٹر کولر سے پانی پی کر رب کا شکر ادا کرتا۔ ایک دن اُس نے محسوس کیا کہ اُس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھنے والا پطرس کھانے کے وقفے میں کہیں غائب ہو جاتا ہے۔ آخر ڈیوڈ گل نے ایک دن اُس سے پوچھ ہی لیا کہ وقفے میں تم کہاں چلے جاتے ہو؟ پطرس نے بڑی دل گرفتگی سے بتایا کہ کلاس کے زیادہ تر بچے جن کی جیب میں پیسے ہوتے ہیں، سکول سے باہر خوانچہ فروشوں سے کھا پی لیتے ہیں اور کچھ بچے جو گھر سے کھانا لاتے ہیں وہ کمرۂ جماعت میں بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ مجھے نہ تو جیب خرچ ملتا ہے اور نہ ہی صبح ہمارے گھر میں اتنی روٹیاں پکتی ہیں کہ میری اماں مجھے ایک روٹی باندھ کر ساتھ دے دے بلکہ کئی دفعہ آٹا نہ ہونے کی وجہ سے صبح ہمارے گھر ناشتہ ہی نہیں بنتا۔ میرا باپ مجھے اکثر سکول جانے سے منع کرتا ہے اور اسٹیشن پر جا کر مزدوری کرنے کا کہتا ہے تاکہ میں اپنی بہنوں کے لیے کچھ پیسے اور لاؤں جن سے وہ پیٹ بھر کر روٹی کھا لیں۔

ڈیوڈ گل کا یہ سب باتیں سن کر دل بھر آیا، وہ سوچنے لگ گیا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ناشتہ ہی نہ کر سکیں۔ بالآخر ایک دن اُس نے اپنی اُلجھن کا ذکر استادِ محترم سے کیا اور کہا کہ اس مسئلے کا حل تلاش کر دیں۔ اُستاد نے بڑے پیار سے ڈیوڈ گل کو سمجھایا کہ اگر کھانا لانے والے بچے تھوڑا سا کھانا ساتھ زیادہ لے آئیں اور اس قسم کے بچوں کو ساتھ بٹھا کر کھانے میں شریک کر لیں تو انہیں اپنی بے بسی کا احساس بھی نہ ہو اور کھانا لانے والے بچوں پر زیادہ بوجھ بھی نہ پڑے گا۔

کچھ دنوں کے بعد ڈیوڈ گل نے اپنی ذہانت سے اس منصوبے کو اور زیادہ منظم شکل دے دی۔ اُس نے استادِ محترم کے مشورے سے باقاعدہ فوڈ بنک نایا۔ ایک لڑکے، یوسف مسیح کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ تمام بچوں کے جیب خرچ میں سے تھوڑی تھوڑی رقم جو وہ خوشی اور سہولت سے دے سکیں، اکٹھی کرے اور اس رقم سے دوپہر کے وقفے میں کچھ کھانا بازار سے منگوا کر باقاعدہ سارے بچے مل کر اور دسترخوان بچھا کر اکٹھے کھانا کھائیں اس طرح کھانے میں برکت بھی ہوگی اور کوئی بھوکا بھی نہ رہے گا۔ تمام بچوں میں پیار، محبت اور اتفاق واتحاد کی فضا بھی پروان چڑھے گی اور کسی بچے کی عزتِ نفس بھی مجروح نہیں ہوگی۔ استادِ محترم ہر ماہ اخراجات کا باقاعدہ حساب چیک کرتے۔ تمام بچے بڑے شوق اور لگن سے اس کام میں حصہ لیتے اور آہستہ آہستہ انہوں نے صاف ستھرے برتن بھی خرید لیے۔ اس طرح ان کا چھوٹا سا فوڈ بنک بڑا ہی منظم اور مضبوط ہو گیا اور اس سے بچوں کو کمرشل بینک کے طریق کار کو سمجھنے میں بھی مدد ملی اور انسانیت کی خدمت کا جذبہ بھی بیدار رہا۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) اس کہانی کا خلاصہ لکھیے۔

(ii) ڈیوڈ ِگل نے کیسے اپنے دوست کی مدد کی؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) ڈیوڈ ِگل گھر سے کھانے کے لیے کیا لاتا تھا؟

(ii) اُستاد نے ڈیوڈ ِگل کو کیا مشورہ دیا؟

(iii) پطرس کھانا کیوں نہیں لاتا تھا؟

(iv) اس سبق سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

(v) فوڈ بنک (Food Bank) سے کیا مراد ہے؟

-3 درست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) ڈیوڈ گل بچپن سے تھا۔

(ا)	لائق	(ب)	ہونہار	(ج)	محنتی	(د)	سمجھ دار

(ii) پطرس کی باتیں سن کر دل بھر آیا۔

(ا)	ڈیوڈ ِگل کا	(ب)	حمید کا	(ج)	استادِ محترم کا	(د)	یوسف مسیح کا

(iii) بنک کا انچارج بنا۔

(ا)	اُستادِ محترم	(ب)	یوسف مسیح	(ج)	ڈیوڈ ِگل	(د)	اشرف

(iv) اُستادِ محترم بنک کا حساب چیک کرتے۔

(ا)	ماہانہ	(ب)	روزانہ	(ج)	سالانہ	(د)	کبھی کبھی

(v) فوڈ بنک کے لیے کھانا منگوایا جاتا۔

(ا)	گھر سے	(ب)	کینٹین سے	(ج)	بازار سے	(د)	ان میں کوئی نہیں

-4 درست بیان کے آگے ''ص'' اور غلط بیان کے آگے ''غ'' لکھیے۔

(i) ڈیوڈ ِگل جماعت ہفتم کا طالب علم تھا۔

(ii) پطرس روزانہ گھر سے ٹفن لاتا تھا۔

(iii) فوڈ بنک سے غریب بچوں کو کتابیں دی جاتی تھیں۔

(iv) پطرس کا باپ اُسے مزدوری کے لیے مجبور کرتا۔

(v) بازار کی غیر معیاری چیزیں کھانا صحت کے لیے مضر ہے۔

سرگرمیاں

(i) طلبہ اسی طریقے سے بُک بنک (Book Bank) بنائیں تاکہ مستحق طلبہ کو کتابیں فراہم کی جاسکیں۔

(ii) جماعت کے چار گروپ بنائے جائیں اور ہر گروپ سکول کے ایک مسئلے کی نشاندہی کرے اور اس کے حل کے لیے منصوبہ بنائیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) استادِ محترم طلبہ میں باہمی اتحاد اور مل جل کر کام کرنے کے فوائد اُجاگر کریں۔

ہم ایک ہیں

یہ ستمبر 1988 کا واقعہ ہے۔ برسات کا موسم شروع ہو چکا تھا۔ تصدّق اپنے ڈیرے کے برآمدے میں بیٹھا حقے کے کش لگا رہا تھا۔ پریشانی اور فکر اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ پچھلے دو دن سے بارش ہو رہی تھی اور تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ کھیتوں میں ہر طرف پانی بھر چکا تھا۔ مویشیوں کو رات سے چارہ نہیں ملا تھا۔ صرف تُوڑی ڈالی ہوئی تھی جو خشک ہونے کی وجہ سے اُن سے کھائی نہیں جا رہی تھی اور اُن کی بھوک اور بے چینی دیکھ کر تصدق اور پریشان ہو جاتا۔ وہ آسمان کی طرف نظر اُٹھاتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ سے التجا کر رہا ہو کہ اب بس کر دو۔

اتنے میں اس کا بیٹا عاطف بارش میں بھیگتا ہوا دوڑتا آتا ہے اور کہتا ہے کہ انڈیا نے پانی چھوڑ دیا ہے۔ چوہدری صاحب نے سب کو دربار کے احاطے میں اکٹھا ہونے کے لیے کہا ہے کیونکہ بند ٹوٹنے والا تھا۔ وہ ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ گیا۔ تصدق کا گاؤں دریائے راوی کے کنارے پر آباد ہے۔ یہ صدیوں پرانا گاؤں ہے۔ ہر سال برسات میں دریائے راوی کا پانی گاؤں میں داخل ہو جاتا تھا اور بہت نقصان ہوتا تھا۔ جس کے بچاؤ کے لیے حکومت نے چند سال پہلے ایک بند تعمیر کیا تا کہ دریائے راوی کا پانی گاؤں میں داخل نہ ہو۔ بند کی تعمیر سے لوگوں کے گھر اور فصلیں سیلاب سے محفوظ ہو گئیں تھیں۔ لیکن سالہا سال کی ٹوٹ پھوٹ سے بند کمزور ہو چکا تھا اور اس میں جگہ جگہ گڑھے پڑ چکے تھے۔ سندھ طاس معاہدے کے تحت دریائے راوی کے پانی پر انڈیا کا حق تسلیم کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے دریائے راوی میں پانی بہت کم آتا تھا۔ لیکن جب کبھی انڈیا میں بارشیں زیادہ ہوتیں تو وہ بغیر اطلاع پانی چھوڑ دیتا تھا جس کی وجہ سے لوگوں کو احتیاطی تدابیر اور سیلاب سے بچاؤ کے لیے وقت نہیں ملتا تھا۔

گاؤں کے لوگ پریشان تھے کہ انڈیا نے اچانک بغیر بتائے دریا میں پانی چھوڑ دیا، اوپر سے مسلسل بارش کی وجہ سے دریا میں پانی کی سطح تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ دریا کا پانی بند سے ٹکرا رہا تھا اور صاف نظر آ رہا تھا کہ اگر کچھ دیر تک یہ سلسلہ برقرار رہا تو بند ٹوٹ جائے گا۔

تصدق اپنے بیٹے عاطف کو لے کر فوراً گاؤں کی طرف چل پڑا۔ ان کے پہنچنے سے پہلے ہی بہت سے لوگ دربار میں جمع ہو چکے تھے۔ چوہدری صاحب نے لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا بھائیو! آج ہمارا گاؤں مصیبت میں ہے۔ سیلاب کا پانی بند سے ٹکرا رہا ہے اور بند کا وہ والا حصہ جو ہمارے گاؤں کے سامنے ہے، بہت کمزور ہو چکا ہے، اگر ہم نے کچھ نہ کیا تو دریا کا پانی بند کو توڑتے ہوئے گاؤں میں داخل ہو جائے گا۔ جس سے بہت زیادہ تباہی پھیلے گی۔ چوہدری صاحب کی بات سن کر شیرو کمہار بولا، ہم کیا کر سکتے ہیں؟ چوہدری صاحب نے کہا کہ ہمیں اس مصیبت کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ مگر کیسے؟ اس دفعہ فیقا لوہار بولا، ہمیں بند کو ٹوٹنے سے بچانا ہوگا۔ بند کو مضبوط کرنا ہوگا اور اس کی کڑی نگرانی کرنی ہوگی۔

ماسٹر بشارت بولا چوہدری صاحب چاروں طرف پانی ہے۔ ٹریکٹر یا بلڈوزر تو بند تک پہنچ نہیں سکتے پھر ہم چند لوگ بند کو کیسے بچا سکتے ہیں۔ ہمتِ مرداں مددِ خدا، مولوی عبدالستار نے زوردار آواز میں کہا، اگر ہم سب مل کر کوشش کریں گے تو ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہیں۔ شرفو ہانپتا کانپتا دوڑتا ہوا آیا اور بولا چوہدری صاحب! بند میں سے پانی رسنا شروع ہو گیا ہے۔ یہ سن کر چوہدری صاحب نے بلند آواز میں کہا، بھائیو آج امتحان کا دن ہے ہمیں اپنا گاؤں بچانا ہے۔ تمام لوگ مرد، عورتیں، بچے سب کسیاں، رنبے، رسے، بوریاں لے کر بند پر پہنچ جاؤ۔

چوہدری صاحب کی بات کو سن کر تمام لوگ اپنے گھروں سے مطلوبہ چیزیں لے کر بند کی طرف دوڑ پڑے۔ مختار مسیح اپنے گھر میں بیٹھا تھا، اسے جب پتہ لگا تو وہ بھی تمام مسیحی بھائیوں کو لے کر بند پر پہنچ گیا۔ دیا رام پنڈت اور کیکر سنگھ بھی اپنے اپنے خاندانوں کو لے کر بند پر پہنچ گئے۔ تمام لوگ دابڑوں اور بوریوں میں مٹی بھر بھر کر بند کے متاثرہ حصے پر ڈالنے لگے۔ شروع شروع میں مٹی فوراً ہی پانی کے ساتھ بہہ جاتی۔ چوہدری صاحب نے نوجوانوں کو جوش دلاتے ہوئے کہا۔ بچو! یہی وقت ہے، زیادہ سے زیادہ مٹی بوریوں سمیت پانی میں ڈالو تا کہ پانی کا زور ٹوٹ جائے۔ پھر نوجوانوں نے سوڈیڑھ سو مٹی سے بھری بوریاں اوپر تلے پانی میں ڈالیں جس سے یک دم پانی رک گیا۔ جس سے لوگوں کو حوصلہ ہوا۔ جوان مٹی دابڑوں میں ڈالتے اور عورتیں دابڑے اُٹھا اُٹھا کر بند کے متاثرہ حصے میں ڈالتی جارہی تھیں جب کہ بچے ان کو پانی پلا رہے تھے ہندو، مسلم، سکھ، مسیحی مذہبی تفریق سے بالاتر ہو کر اپنے گاؤں کے لیے کام کر رہے تھے۔ بوڑھے، جوان، مرد، خواتین، بچے سب انتھک کام کر رہے تھے۔ دوپہر ڈھلنے تک بند کا شگاف پُر ہو چکا تھا۔ گاؤں کے لوگوں کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔ ہر فرد خوش تھا کہ اُنکا گاؤں سیلاب سے محفوظ ہو چکا ہے۔

آج گاؤں والوں نے ثابت کر دیا تھا کہ اگر ایک ہو کر کام کیا جائے تو ناممکن کو بھی ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ چوہدری صاحب، سب کو مبارکباد دے رہے تھے۔ انہوں نے خوشی سے اعلان کیا کہ آج دوپہر کی روٹی تمام گاؤں والوں کی اُن کے گھر سے آئے گی۔ گر ہم سب اسی طرح مل کر محنت کریں تو وہ دن دُور نہیں جب ہمارا ملک دنیا کا سب سے مضبوط ملک بن جائے گا۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) اس کہانی کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(ii) بند کو ٹوٹنے سے کیسے بچایا گیا؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) تصدّق کیوں پریشان تھا؟

(ii) گوگیرہ کونسے دریا کے کنارے آباد ہے؟

(iii) شرفو نے آ کر کیا بتایا؟

(iv) اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

(v) چوہدری صاحب نے گاؤں کے لوگوں کو کیوں اکٹھا کیا؟

-3 دُرست جواب کے گرد دائرہ لگایے۔

(i) تصدّق کے بیٹے کا نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھا۔

(الف) عاشق (ب) عاطف (ج) عمیر (د) احمد

(ii) بارش کی وجہ سے مویشیوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔کھلا رہے تھے۔

(الف) چارہ (ب) ونڈا (ج) چوکر (د) توڑی

(iii) چوہدری صاحب نے تمام گاؤں والوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔جمع کیا۔

(الف) میدان میں (ب) دربار میں (ج) چوپال میں (د) گھر میں

(iv) بارش۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہو رہی تھی۔

(الف) ایک دن سے (ب) دو دن سے (ج) تین دن سے (د) چار دن سے

(v) یہ واقعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(الف) 1988 کا (ب) 1990 کا (ج) 1992 کا (د) 1994 کا

-4 درست بیان کے آگے ''ص''، اور غلط بیان کے آگے ''غ'' لکھیے۔

(i) بارش سے تصدق بہت خوش تھا۔

(ii) شام تک بند مرمت کر لیا گیا۔

(iii) مولوی عبدالستار نے لوگوں کا حوصلہ بڑھایا۔

(iv) چوہدری صاحب نے سب کو کھانے کی دعوت دی۔

(v) ہندو برادری نے اس موقع پر ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

سرگرمیاں

(i) طلبہ ایسے ہی کسی واقعہ کی روداد لکھیں جس میں انہوں نے مل جل کر مسئلے پر قابو پایا، مثلاً حادثہ، آگ لگنا، ڈوبتے کو بچانا وغیرہ۔

(ii) طلبہ اپنے محلے میں ایک انجمن بنائیں جو ایسے حالات میں لوگوں کی مدد کرے۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) طلبہ کے اندر اتحاد اور یک جہتی کے فوائد کو اُجاگر کریں۔

خوشحالی

توبہ ہے توبہ، شانتی نے گھر میں داخل ہوتے ہی شور مچا دیا، آج مہینے کا پہلا اتوار تھا اور شانتی ہر ماہ پہلے اتوار کو علاقے میں لگنے والے اتوار بازار سے پورے مہینے کا سودا اکٹھا لے آتی تھی۔ رام گوپال (شانتی کا میاں) نے کمرے سے نکلتے ہوئے پوچھا کہ کیا بات ہے اتنا شور کیوں مچا رہی ہو۔ شانتی کہنے لگی آنند کے پتا جی، کیا بتاؤں بازار جانے کا تو کوئی حال ہی نہیں ہے جو سودا پہلے پانچ سو کا آجاتا تھا اب وہ دو ہزار میں بھی نہیں آرہا، قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ غریب کا تو جینا مشکل ہو گیا۔ آمدن وہی ہے اور مہنگائی ہے کہ بڑھتی جارہی ہے، اگر یہی حال رہا تو نوبت فاقوں تک آجائے گی۔

رام گوپال کہنے لگا کہتی تو تم ٹھیک ہو۔ اتنی مہنگائی میں تو دو وقت کی روٹی بھی مشکل سے نصیب ہو رہی ہے۔ آنند جو دونوں کی باتیں سن رہا تھا بولا پتا جی یہ مہنگائی کیوں ہوتی ہے؟ رام گوپال نے آنند کو گود میں اٹھالیا اور کہا بیٹا جب رسد اور طلب میں توازن نہ رہے تو چیزیں مہنگی ہو جاتی ہیں مثلاً اگر ایک کلو چینی ہو اور لینے والے دس ہوں تو ہر ایک چینی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور یوں قیمت بڑھتی جائے گی۔ قیمت بڑھنے کی اور بھی وجوہات ہوتی ہیں لیکن بنیادی وجہ یہی ہے کہ جب پیداوار کم ہو اور لینے والے زیادہ ہوں تو قیمت بڑھتی چلی جاتی ہے۔

ارے آنند کے پتا جی! یہی چینی بچپن میں، میں ایک آنہ کی سیر لے کر آتی تھی اب وہی 60 روپے کلو بک رہی ہے۔ شانتی نے اپنے دماغ پر زور دیتے ہوئے کہا، یہی تو بات ہے جب ہمارا ملک بنا تو مغربی پاکستان، جو اب پاکستان ہے، کی آبادی 4 کروڑ تھی، یہ اب بڑھ کر تقریباً 18 کروڑ ہوگئی ہے اور جس رفتار سے آبادی بڑھی ہے چیزوں کی پیداوار اس شرح سے نہیں بڑھی۔ رام گوپال نے وضاحت کی۔

آنند بولا، ابا جان ہمارے استادِ محترم بتا رہے تھے کہ کچھ ممالک میں آبادی زیادہ ہے اور جگہ کم تو انہوں نے کچن گارڈننگ کا طریقہ نکالا اور انہوں نے اپنے گھروں میں چھوٹی چھوٹی جگہوں اور گملوں میں سبزیاں کاشت کرنا شروع کر دیں۔ جس سے اُن کے گھر کی ضرورت کی سبزیاں گھر میں ہی تیار ہو جاتی ہیں اس سے بچت بھی ہوتی ہے، تازہ اور صحت مند سبزیاں بھی مل جاتی ہیں اور مہنگائی بھی نہیں بڑھتی۔

رام گوپال، آنند کی بات سن کر بولا بالکل بیٹا اگر ہم بھی کوشش کریں تو یہ ممکن ہے۔ آنند نے کہا ابا ہم بھی اپنے گھر میں سبزیاں اُگائیں گے ہمارا صحن بھی کچا ہے اور اس کا استعمال بھی نہیں ہوتا۔ رام گوپال نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن ایک شرط ہے کہ پڑھائی سے فارغ وقت میں تم سبزیوں کی دیکھ بھال کرو گے۔ آنند نے فوراً حامی بھر لی۔ اگلے دن رام گوپال بازار سے موسم کے مطابق سبزیوں کے بیج اور ضروری چیزیں لے آیا۔ شانتی، آنند اور رام گوپال نے مل کر صحن کو ہموار کیا اور اچھی طرح تیار کر کے چھوٹی چھوٹی کیاریاں بنا کر ان میں مختلف سبزیوں کے بیج بو دیئے اور پانی دیا۔

آنند اپنے چھوٹے سے کھیت کا بڑا خیال رکھتا، وقت پر پانی دیتا، رام گوپال نے اپنے دوست شنکر کے گھر سے گوبر کی کھاد لا کر ڈال دی۔ آنند صبح شام کیاریوں کو شوق سے دیکھتا کہ کوئی پودا نکلا ہے کہ نہیں اور پھر ایک صبح جب وہ اٹھ کر صحن میں گیا تو خوشی سے چلا اُٹھا، ابا، ابا، رام گوپال دوڑ کر صحن میں آیا تو آنند نے کیاریوں کی طرف اشارہ کیا، وہاں ننھے ننھے چھوٹے چھوٹے پودے زمین سے سر نکال رہے تھے۔ رام گوپال بھی یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد اُن کا صحن مختلف قسم کی سبزیوں سے بھر گیا۔ لہسن، پیاز، دھنیا، پودینہ، ہری مرچ، پالک، کدو وغیرہ۔ شانتی، رام گوپال اور آنند انھیں دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے اور پھر وہ دن آیا جس کا اُن سب کو شدت سے انتظار تھا۔ آج شانتی نے اپنے گھر کی سبزیوں سے ہنڈیا پکائی، سب نے مل کر کھانا کھایا۔ آنند کہنے لگا آج تو کھانے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ شانتی بہت خوش تھی۔ اس کا روز کا خرچہ تقریباً آدھا رہ گیا تھا۔ آنند

نے سکول جا کر اپنے استادِ محترم کو بتایا تو وہ بھی بڑے خوش ہوئے انہوں نے صبح اسمبلی میں آنند کی اس کوشش کے متعلق سب بچوں کو بتایا اور انھیں زور دیا کہ وہ بھی اپنے اپنے گھروں میں سبزیاں اُگائیں۔ پرنسپل صاحب نے اعلان کیا کہ ہم اپنے سکول کے ایک میدان کو کھیت میں تبدیل کر دیں گے جہاں بچے خود مل کر سبزیاں کاشت کریں گے اور پھر وہ سبزیاں غریب بچوں میں مفت تقسیم کی جائیں گی۔

تمام بچوں نے تالیاں بجا کر پرنسپل صاحب کے اعلان کا خیر مقدم کیا۔ پرنسپل صاحب کہنے لگے کہ اگر آنند اور اس کے والدین کی طرح ہمارے ملک کے تمام افراد کوشش کریں تو کوئی شک نہیں کہ ہم مہنگائی کو کم کر سکتے ہیں اور ہمارا ملک بھی خوشحال ہوسکتا ہے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) مہنگائی کیوں ہوتی ہے؟

(ii) آنند کے گھر والوں نے کس طرح مہنگائی پر قابو پایا؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) شانتی کیوں پریشان تھی؟

(ii) کچن گارڈننگ کا کیا مطلب ہے؟

(iii) اس سبق کا مرکزی خیال لکھیے۔

(iv) سبزیاں کاشت کرنے کے لیے کن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے؟

(v) رام گوپال نے کون کون سی سبزیاں کاشت کیں؟

-3 دُرست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔

(i) آنند کے والد کا نام تھا:

(ا) رام گوپال (ب) شیو گوپال (ج) شری گوپال (د) لکشمن گوپال

(ii) رام گوپال نے گھر میں کاشت کیے:

(ا) بینگن (ب) کریلے (ج) کھیرے (د) کدو

(iii) رام گوپال کے دوست کا نام تھا:

(ا) اَرجن (ب) وِجے (ج) شنکر (د) کِشن

(iv) مہنگائی کی بنیادی وجہ ہے:

(ا) وسائل کی کمی (ب) زمین کی کمی (ج) آبادی کی کمی (د) دولت کی کمی

4- درست بیان کے آگے (ص) لکھیے اور غلط کے آگے (غ) لکھیے۔

(i) آنند کے ابا کا نام رام گوپال تھا۔

(ii) شانتی بازار سے گھر خوش خوش آئی۔

(iii) پرنسپل صاحب نے آنند کو انعام دیا۔

(iv) کچن گارڈننگ نقصان دہ چیز ہے۔

(v) اپنی مدد آپ کے تحت ہم بہت سے مسائل حل کر سکتے ہیں۔

سرگرمیاں

(i) طلبہ اپنے محلے میں مختلف مسائل کو اپنی مدد آپ کے تحت حل کریں اور اس کی رپورٹ بنا کر اپنے اُستاد کو دیں مثلاً گندگی کا مسئلہ، ناجائز

(ii) تجاوزات کا مسئلہ، سٹریٹ لائٹ کا مسئلہ وغیرہ۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) اساتذہ کرام بچوں کو ملک کے دیگر مسائل کے بارے میں بتائیں کہ کس طرح ہم مل جل کر ان مسائل پر قابو پا سکتے ہیں۔

(ii) اساتذہ کرام طلبہ کو پیمائش کی اکائی سیر اور کلوگرام کا فرق واضح کریں۔

ایمانداری

ایمانداری کی اہمیت

اظہر صاحب صدرِ معلم ہیں جو بہت اچھے انداز سے سکول چلا رہے ہیں۔ وہ روزانہ اسمبلی میں تشریف لاتے ہیں اور بچوں کو ایک نیا پیغام دیتے ہیں۔

آج انھوں نے طالبِ علموں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، بیٹا! آپ سب نے سُنا ہوگا کہ ''ایمانداری بہترین حکمت عملی ہے''۔ آج میں آپ کو ایمانداری کی اہمیت بتانا چاہتا ہوں۔ ایمانداری وہ عظیم اخلاقی قدر ہے جس کو اپنا کر ہم باکردار اور بااعتبار بن سکتے ہیں۔ ہماری روزمرّہ زندگی میں ایمانداری کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ کوئی بھی فرد خواہ وہ کسی بھی منصب یا ذمہ داری پر فائز ہو اس وقت تک کامیاب و کامران نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنا کام ایمانداری سے نہ کرے۔

طالب علم کی ہی بات لیجیے کہ اگر اُستاد بچے کو کوئی کام تفویض کرتے ہیں تو اِسے چاہیے کہ وہ پوری ایمانداری سے کرے اور نقل نہ کرے، اگر ہم کسی دُکاندار سے کچھ خرید و فروخت کرتے ہیں اور وہ غلطی سے ہمیں زیادہ رقم واپس کردے تو ہمیں اس کی فالتو رقم واپس کر دینی چاہیے۔ اسی طرح اگر ہمارا ہمسایہ کہیں جاتا ہے اور اپنا گھر آپ کے سپرد کرتا ہے تو پوری ایمانداری سے اُس کی حفاظت کرنی چاہیے۔ ایک اُستاد کو چاہیے کہ اپنا فرض پوری ایمانداری سے ادا کرے اور بچوں کی تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔ ایک سیاستدان ایمانداری سے شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرے۔ ایک محافظ اپنی ڈیوٹی ایمانداری سے انجام دے۔ غرضیکہ ہماری پوری زندگی میں ہر طرف ایمانداری کا بہت زیادہ کردار ہے۔ جب ہم اپنے فرائضِ منصبی سے چشم پوشی کرتے ہیں تو معاشرہ غیر متوازن ہوجاتا ہے اور ہر طرف افراتفری پھیل جاتی ہے، تو پیارے بچو! ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے معاشرے کو متوازن بنانے اور اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لیے ایمانداری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اس طرح ہم دنیا میں باقی قوموں کی طرح ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑے ہوسکتے ہیں۔

گھر میں ایمانداری

آج 14 اگست کا دن ہے رمیش کے گھر میں بہت چہل پہل ہے۔ سارے گھر کو سبز ہلالی جھنڈیوں سے سجایا گیا ہے۔ گھر کے تمام افراد نے نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ سیتا اور روپ کمار دونوں صحن میں کھیل رہے ہیں اور جشن آزادی کی خوشی میں جھنڈے کو لہرا رہے ہیں اور ساتھ ساتھ جیوے جیوے پاکستان کا ترانہ گا رہے ہیں۔ مینا کماری نے روپ کمار کو آواز دی۔ بیٹا! آج یوم آزادی کی خوشی میں مٹھائی بانٹنی ہے لہٰذا تم جاؤ اور مکھن سویٹ ہاؤس سے مٹھائی لے کر آؤ۔

روپ کمار دوڑتا ہوا آیا اور ماں سے پیسے لے کر بازار مٹھائی لینے چلا گیا۔ مکھن سویٹ ہاؤس علاقے میں مٹھائیوں کے حوالے سے بہت مشہور تھی۔ لالہ مکھن نے آج خصوصی طور پر زیادہ مقدار میں مٹھائیاں تیار کیں تھیں اور دکان سے باہر سٹال لگا کر وہاں تھالوں میں مختلف مٹھائیاں سجا کر رکھی ہوئی تھیں۔ جب روپ کمار دکان پر پہنچا تو وہاں بہت رش تھا، لوگ یوم آزادی کے حوالے سے خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ گلیاں اور بازار سجے ہوئے تھے۔ تھوڑے سے انتظار کے بعد روپ کی باری آگئی۔ مکھن نے پوچھا بیٹا کیا لوگے۔ روپ کہنے لگا انکل دو کلو مکس مٹھائی دے دیں لیکن گلاب جامن زیادہ ڈال دیجیے گا۔ لالہ مکھن ہنستے ہوئے کہنے لگا، لگتا ہے تمھیں گلاب جامن زیادہ پسند ہیں؟ روپ کمار اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مسکرانے لگا۔

روپ کمار کی نظر اپنے پاس ہی پڑے تھال پر پڑی جس میں گلاب جامن رکھے ہوئے تھے۔گلاب جامن دیکھ کر روپ کے منہ میں پانی آ گیا اور اُس نے چپکے سے آنکھ بچا کر ایک گلاب جامن اُٹھا لیا۔ لالہ مکھن نے مٹھائی ڈبے میں ڈال کر روپ کمار کو پکڑائی اور روپ کمار نے پیسے دیئے اور واپس آ گیا۔ راستے میں وہ گلاب جامن کھانے لگا لیکن اُسے خیال آیا کہ گھر جا کر سیتا کو دکھا کر کھاؤں گا۔ ایسا سوچ کر اُس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ جلدی جلدی گھر آ یا اور ماں کو مٹھائی کا ڈبہ پکڑا دیا، مینا کماری نے ڈبہ پکڑا تو اُس کی نظر روپ کے ہاتھ پر پڑی اور اُس نے پوچھا، روپ تمھارے ہاتھ میں کیا ہے۔ روپ کہنے لگا کچھ بھی نہیں۔ جب مینا نے اصرار کیا تو اُس نے آہستہ سے مٹھی کھول دی۔ ماں نے جب بیٹے کے ہاتھ میں گلاب جامن دیکھا تو سمجھ گئی کہ روپ نے یہ مٹھائی کی دکان سے اٹھایا ہے۔ وہ روپ کمار کو ڈانٹنے لگی کہ اُس نے یہ حرکت کیوں کی ہے۔ رمیش کمار نے جب یہ منظر دیکھا تو اُس نے روپ کو اپنے پاس بلایا اور اُسے سمجھاتے ہوئے کہا بیٹا بنا پوچھے کسی کی چیز نہیں لیتے کیونکہ یہ چوری ہے اور چوری بہت بڑا جرم ہے۔ لیکن پاپا میں نے لالہ کی دکان سے دو کلو مٹھائی لی تھی اگر میں نے ایک گلاب جامن لے لیا تو کونسی بات ہے اور مجھے کسی نے دیکھا بھی نہیں۔ روپ کمار نے صفائی دینے کی کوشش کی۔

نہیں بیٹا یہ ٹھیک نہیں ہے تم نے جتنے پیسے دیئے اُتنے کی مٹھائی لے لی تھی۔ اُس سے زیادہ اگر تم چیز لو گے تو وہ بے ایمانی ہو گی اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ بنا پوچھے کوئی چیز لینا چوری کے زمرے میں آتا ہے۔ بیٹا کوئی دیکھے نہ دیکھے بھگوان تو دیکھ رہا ہے۔ اُس کی نظر سے کیسے بچو گے؟ جب آپ کوئی غلط کام کریں تو بھگوان آپ سے ناراض ہو جاتا ہے اور اگر بھگوان ناراض ہو گیا تو نہ آپ کو اچھے دوست ملیں گے اور نہ ہی آپ اچھی تعلیم حاصل کر سکیں گے کیونکہ کامیابی کے لیے بھگوان کی خوشنودی بہت ضروری ہے۔

روپ لاجواب ہو گیا چونکہ اُسے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا۔ اُس نے شرمندگی سے پاپا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، سوری پاپا، مجھ سے غلطی ہو گئی آئندہ میں ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ بہت اچھی بات ہے کہ تمھیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ اب جاؤ اور لالہ مکھن کو یہ گلاب جامن واپس کرو اور اس سے معذرت کرو۔ رمیش نے کہا، روپ کمار واپس دکان پر گیا تو لالہ مکھن نے اُسے پہچانتے ہوئے کہا، کیا ہوا بیٹا مٹھائی ٹھیک نہیں تھی۔ نہیں لالہ جی ایسی بات نہیں ہے اور پھر لالہ جی کو ساری بات بتائی اور اپنے رویے کی معافی مانگی۔ لالہ جی نے ساری بات سن کر اُسے فوراً معاف کر دیا اور پھر وہی گلاب جامن اُسے دے دیا۔ روپ کمار بہت خوش ہوا اور واپس گھر آ کر پاپا کو بتایا۔

رمیش کمار نے اُسے اور سیتا کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا بیٹا آج 14 اگست ہے۔ آج کے دن پاکستان آزاد ہوا تھا۔ یہ آزادی ہمیں بہت سی قربانیوں اور جدوجہد سے حاصل ہوئی تھی۔ بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے دن رات محنت کی لیکن انھوں نے اپنی ساری زندگی میں ایمانداری کو اپنا اصول بنایا۔ انھوں نے کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہیں لیا اور نہ ہی کبھی کسی کو دھوکہ دیا۔ اسی لیے وہ ہم کو آزادی دلانے میں کامیاب ہوئے۔ اس لیے آج کے دن ہم کو عہد کرنا چاہیئے کہ ہم بھی قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہر کام ایمانداری سے کریں گے۔ دونوں بچوں نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ ایمانداری کو جزوِ زندگی بنائیں گے۔

مشق

1۔ درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) اظہر صاحب نے ایمانداری کی اہمیت کے بارے میں کیا کہا؟

(ii) روپ کمار مٹھائی کس لیے لینے گیا؟

(iii) رمیش نے اپنے بیٹے کو ایمانداری کے بارے میں کیا بتایا؟

2۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) سیتا اور روپ کیوں خوش تھے؟

(ii) روپ بازار سے کیا لینے گیا؟

(iii) روپ نے کونسی چیز چھپائی تھی؟

(iv) قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں قائداعظمؒ کا کیا کردار تھا؟

(v) کہانی ''ایمانداری کی اہمیت'' کے حوالے سے ہمارے فرائض کیا ہیں؟

3۔ درست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔

(i) اظہر صاحب اسمبلی میں آتے تھے:

(ا) ہر ہفتے (ب) ہر روز (ج) ہر ماہ (د) کبھی کبھار

(ii) اظہر صاحب کی تقریر کا موضوع تھا:

(ا) ایمانداری (ب) فرض شناسی (ج) وفاداری (د) تحمل مزاجی

(iii) مٹھائی والے کا نام تھا:

(ا) لالہ دکھن (ب) لالہ مکھن (ج) لالہ رام (د) لالہ سکھن

(iv) روپ کمار نے دکان سے اُٹھایا:

(ا) لڈو (ب) میسو (ج) رس گلا (د) گلاب جامن

(v) روپ کمار نے مٹھائی لی:

(ا) ایک کلو (ب) دو کلو (ج) تین کلو (د) چار کلو

سرگرمیاں

(i) طلبہ ایمانداری کے حوالے سے کہانی لکھ کر لائیں۔

(ii) طلبہ ایمانداری کے حوالے سے اپنا کوئی واقعہ بیان کریں۔

(iii) طلبہ ایمانداری کے فوائد پر مباحثہ کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) طلبہ کو بتایا جائے کہ وہ روزمرہ کے معمولات میں ایمانداری کو کیسے اپنا سکتے ہیں؟

سکول میں ایمانداری

بَلوُنت کوُر کے ابو بینک ملازم ہیں۔ شام کو چھٹی کر کے وہ گھر پہنچے اور اپنے دفتری لباس کو تبدیل کیا۔ بلوَنت کوُر کی نے کھانے کی میز پر کھانا لگایا اور اتنے میں بَلوُنت کوُر کے پاپا بھی آ گئے۔ سب نے مل کر بڑے مزے سے کھانا کھایا۔ بلونت کور کی والدہ نے فارغ ہو کر ٹیلی ویژن لگایا، اس وقت تمام چینلز پر ایک ہی خبر نشر کی جا رہی تھی۔ بلونت کور کے پاپا جی جو خبر نامہ بہت شوق سے سنتے ہیں فوراً متوجہ ہوئے۔ بلونت کور اُٹھ کر اا پنا ہوم ورک کرنے دوسرے کمرے میں چلی گئی، بریکنگ نیوز میں ایک پولیس کانسٹیبل ''ایاز میاں'' کے بارے میں خبر نشر کی جا رہی تھی کہ انہوں نے ایمانداری کی ایک نئی مثال قائم کر دی ہے جس پر نہ صرف محکمہ پولیس بلکہ پوری پاکستانی قوم کو فخر ہے۔

ایاز میاں جو بطور پولیس کانسٹیبل ایک سول جج دوست محمد خاں کے ساتھ محافظ کی ڈیوٹی انجام دے رہا تھا شام کو چھٹی کر کے اپنے گھر خوازہ خیلہ شمک جا رہا تھا راستے میں اسے سڑک کے کنارے ایک روپوں سے بھرا ہو تھیلا مِلا وہ اسے گھر لے آیا، اس کے بعد اس نے اس کے اصلی مالک کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے لاؤڈ سپیکر پر ایک شخص کو اعلان کرتے ہوئے سُنا جس کی رقم گم ہو چکی تھی۔ جب ایاز میاں نے اس کی رقم کے بارے میں پوچھا اور مکمل تسلی ہو گئی تو اس نے وہ رقم جو پچپن لاکھ روپے تھی، اس کے مالک کے حوالے کر دی۔ وہ شخص اپنی گم شدہ رقم واپس پا کر بہت خوش ہوا اور بطورِ انعام پانچ لاکھ روپے ایاز میاں کی ایمانداری کی وجہ سے دینے کی کوشش کی لیکن ایاز میاں نے انعام کی رقم لینے سے انکار کر دیا اور کہا یہ رقم کسی مستحق کو دے دینا۔ بَلوُنت کوُر والدین یہ خبر سُن کر خوشی سے پُھولے نہیں سما رہے تھے اور ایاز میاں کی ایمانداری پر نہایت فخر کر رہے تھے کہ آج کے اس مشکل دور میں ایمانداری کی ایسی سنہری مثال قائم کرنا بہت بڑی بات ہے انہوں نے اپنی بیٹی کو بُلایا اس نے بھی بڑے غور سے ایاز میاں کی نشر کی جانے والی خبر کو سُنا اور کہا پاپا جی! جو لوگ بینک ڈکیتی کرتے ہیں یا چوریاں کرتے ہیں، ان کو بھی تو انکل ایاز میاں کی اس ایمانداری سے سبق لینا چاہیے بَلوُنت کوُر کے پاپا نے کہا ہاں بیٹا اگر ہر انسان دوسرے کی اچھائی کو اپنا لے اور برائی کو ترک کر دے تو پورا معاشرہ خوبصورت بن سکتا ہے۔

اگلی صبح بَلوُنت کوُر سکول گئی، ابھی اسمبلی میں دیر تھی کیونکہ بَلوُنت کوُر کی گاڑی آج جلدی سکول پہنچ گئی تھی تمام بچے اپنے بیگ اپنی اپنی کلاس میں رکھ کر کھیلنے میں مشغول تھے اتنے میں اسمبلی کی گھنٹی بجی، اور بچے دوڑ لگاتے اسمبلی میں جا رہے تھے۔ اچانک بلونت کور کی نظر زمین پر گرے ایک ہزار کے نوٹ پر پڑی اس نے اس کو اُٹھا لیا اور اسمبلی میں شامل ہو گئی، اب رات والی خبر اس کے ذہن میں گھوم رہی تھی اس نے دل ہی دِل میں سوچ لیا تھا کہ وہ بھی اس رقم کو اس طالب علم تک ضرور پہنچائے گی جس کی یہ ہے۔ اسمبلی ختم ہونے کے بعد ہیڈ مسٹریس صاحبہ بچوں کو ہر روز ایک نیا پیغام دیتی تھیں اس موقع پر بلونت کوَر اپنی قطار سے باہر اسمبلی کے چبوترے کی طرف آئی تو ایک اُستانی نے اس کو روک کر پوچھا آپ کہاں جا رہی ہو اتنے میں ہیڈ مسٹریس صاحبہ نے کہا کہ اس بچی کو آنے دو، لگتا ہے کہ یہ کوئی ضروری بات کرنا چاہتی ہے۔ جی بیٹا بَلوُنت کوُر خیریت تو ہے! جی مس جی خیریت ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے یہ ایک ہزار روپے کا نوٹ گرا ہُوا مِلا ہے آپ بچوں سے پوچھ کر جس کا ہے اسے دے دیں۔

ہیڈ مسٹریس صاحبہ نے ایک لمحہ کے لیے بَلوُنت کوُر کو بڑی محبت بھری نگاہوں سے دیکھا اور پوچھا بیٹا آپ اگر یہ رقم نہ بھی دیتی اور چُھپا جاتی تو پھر کیا ہوتا؟ ہیڈ مسٹریس نے بچی کے جذبات سننے کے لیے یہ سوال کیا۔ بلونت کور کہنے لگی اگر انکل ایاز میاں جیسے انسان کو 55 لاکھ روپے گرے ملے ہوں اور وہ اس کے اصلی مالک کو تلاش کر کے واپس کر کے ایمانداری کی مثال قائم کر سکتے ہیں تو مِس ہم کیوں نہیں کر سکتے؟

بَلوُنت کوُر کا یہ جواب سُن کر ہیڈ مسٹریس صاحبہ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے۔ انھوں نے بلونت کور کو گلے لگا کر پیار کیا، پھر ہیڈ مسٹریس صاحبہ نے اسمبلی میں بچوں کو مخاطب ہو کر پوچھا کہ کسی بچے کے آج کچھ پیسے گم ہوئے ہوں ایک بچی نسرین پریشان ہو کر کہنے لگی مس جی! میرا ایک ہزار روپے کا نوٹ جو میرے ابو نے فیس کے لیے دیا تھا گم ہو گیا ہے۔ مس نے اس بچی کو بُلایا اور سب کے سامنے ایاز میاں اور بَلوُنت کوُر کا واقعہ سنایا سب بچے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے زوردار تالیاں بجا کر دونوں کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ ہیڈ مسٹریس صاحبہ نے بچوں کو اپنی زندگیوں میں ایمانداری کو شعار بنانے کا درس دیا۔

مشق

-1 **درج ذیل سوالات کے مفصّل جواب لکھیے۔**

(i) کہانی ''ایاز میاں کی ایمانداری'' کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(ii) اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

-2 **درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔**

(i) بَلْوَنت کَوْر کے والد کیا کرتے تھے؟

(ii) بَلْوَنت کَوْر کی والدہ نے کھانے سے فارغ ہو کر کیا کیا؟

(iii) ٹیلی ویژن پر کون سی خبر نشر کی جا رہی تھی؟

(iv) تھیلے میں کتنے روپے تھے؟

(v) ایاز میاں نے تھیلے کو کیا کیا؟

-3 **درست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔**

(i) ایاز میاں ایک سِول جج کے ساتھ بطور.................ڈیوٹی کرتا تھا:

(ا) بیلدار (ب) چپڑاسی (ج) محافظ (د) ڈرائیور

(ii) اگر ہر انسان دوسرے کی اچھائی کو اپنا لے اور بُرائی کو ترک کر دے تو پورا.................خوبصورت بن سکتا ہے:

(ا) معاشرہ (ب) محلہ (ج) گھر (د) ملک

(iii) اچانک بَلْوَنت کَوْر کی نظر زمین پر گرے.................کے نوٹ پر پڑی:

(ا) ایک سو روپے (ب) پانچ سو روپے (ج) ایک ہزار روپے (د) پانچ ہزار روپے

(iv) ہیڈ مسٹریس صاحبہ نے ایک لمحہ کے لیے بَلْوَنت کَوْر کو بڑی.................نگاہوں سے دیکھا:

(ا) عزت والی (ب) غُصّے والی (ج) محبت بھری (د) نفرت بھری

-4 **کالم (الف) کا رابطہ کالم (ب) سے کریں اور جواب کالم (ج) میں لکھیے۔**

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
ہیڈ مسٹریس	خوازہ خیلہ شمک	
ایمانداری کو	سِول جج	
دوست محمد خاں	نسرین	
ایاز میاں	شعار بنانے کا درس	
ایک ہزار کا نوٹ	ہر روز ایک نیا پیغام	

سرگرمیاں

(i) ایمانداری کے حوالہ سے ایاز میاں اور بلونت کَور کے کردار بچے ڈرامے کی شکل میں پیش کریں۔

(ii) ایمانداری پر طلبہ کہانیاں اکٹھی کر کے لائیں اور جماعت میں ایک دوسرے کو سنائیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) ''ایمانداری بہترین حکمتِ عملی ہے'' اس کی اہمیت کو اُجاگر کریں۔

(ii) ایمانداری سے معاشرہ میں جو اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ سُنا کر بچوں کی کردار سازی کریں۔

ایمان داری

پنگ لی (Ping Li) ایک بڑا ہی محنتی اور ماہر باغباں تھا۔ اس کے پاس ایک باغ تھا۔ وہ دن رات اپنے باغ میں موجود پودوں اور درختوں کی دیکھ بھال کرتا رہتا تھا۔ اس کے باغ میں ہر وقت رنگ برنگے پھول کھلے رہتے تھے۔ لوگ دُور دُور سے اُس کا باغ دیکھنے آتے تھے۔ اس کے باغ میں موجود درختوں پر انواع و اقسام کے پھل لگتے تھے۔ جن کو بیچ کر وہ اپنا گزارا کرتا تھا۔ پنگ اپنے کام میں ماہر تھا اس کو معلوم تھا کہ کونسے موسم میں کونسے پودے لگاتے ہیں اور کون سے پھل لگتے ہیں، وہ پودوں اور درختوں کو اپنی تیار کی ہوئی کھاد ڈالتا تھا۔ پانی وقت پر دیتا تھا، اس طرح اُس کا باغ ہر موسم میں ہرا بھرا رہتا تھا۔

پنگ جس ملک میں رہتا تھا اُس کا بادشاہ بہت اچھا اور نیک انسان تھا وہ بوڑھا ہو چکا تھا لیکن اُس کی کوئی اولاد نہ تھی جس کی وجہ سے وہ ہر وقت فکر مند رہتا تھا کہ اُس کے بعد ملک کا بادشاہ کون بنے گا۔ ایک دن وہ اسی سوچ میں گم تھا کہ اچانک اُس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ اس نے فوراً اپنے وزیر کو بُلایا اور اسے حکم دیا کہ ملک کے تمام اچھے اور ماہر باغبانوں کو بلایا جائے۔ لہٰذا جلد ہی تمام باغبان اکٹھے ہو گئے۔ ان میں پنگ لی (Ping Li) بھی شامل تھا۔

بادشاہ نے اُن سب کو ایک ایک گملا اور ایک ایک بیج دیتے ہوئے کہا کہ یہ لے جاؤ اور اس بیج کو گملے میں اُگاؤ جس کا پودا سب سے اچھا ہو گا وہ میرے بعد اس ملک کا بادشاہ ہو گا۔ اس کے لیے دو ماہ کا وقت دیا گیا۔ یہ سن کر تمام باغباں بہت خوش ہوئے اور اپنے اپنے گھروں کو آگئے تاکہ جلد سے جلد پودا اُگا کر بادشاہ کو خوش کریں۔ پنگ لی (Ping Li) بھی اپنے باغ میں آیا۔ اُس نے گملے میں بہترین مٹی ڈالی، کھاد ڈالی اور بیج بونے کے بعد اُس کی دیکھ بھال کرنے لگ گیا۔ وہ وقت پر پانی دیتا رہا لیکن کافی دن گزرنے کے بعد پودا نہ اُگا۔ پنگ لی (Ping Li) یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا۔ اُس نے اپنے طور پر ہر جتن کر ڈالا لیکن پودا نہ اُگا اور مقررہ دن آگیا۔

پنگ لی (Ping Li) مایوسی کے عالم میں خالی گملا لے کر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا وہاں پر تمام ملک کے باغبان آئے ہوئے تھے۔ جن کے گملوں میں انتہائی خوبصورت اور رنگ برنگے پودے لگے ہوئے تھے اور ہر کوئی یہ سمجھ رہا تھا کہ بادشاہ میں ہی بنوں گا۔ تھوڑی دیر بعد بادشاہ سلامت تشریف لائے اور باری باری پودوں کو دیکھنے لگے۔ بادشاہ ہر پودے کے پاس جاتا اُسے غور سے دیکھتا اور پھر مایوسی سے گردن ہلاتا ہوا آگے بڑھ جاتا۔ جب وہ پنگ لی کے پاس پہنچا تو اس کے خالی گملے کو دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے پوچھا کہ تم نے پودا نہیں اُگایا۔ وہ آگے سے بولا کہ میں نے ہر کوشش کی لیکن پودا نہیں اُگا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں نے جو بیج دیے تھے وہ ناکارہ اور خراب تھے اُن سے پودا اُگ ہی نہیں سکتا تھا۔ یہ تمام لوگ مجھے دھوکہ دینے کے لیے اپنے پاس سے بیج بو کر پودا اُگا کر لے آئے ہیں، جبکہ تم نے ایمانداری کا ثبوت دیا ہے اس لیے میرے بعد بادشاہ تم ہی ہو گے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) پنگ لی کے فنِ باغبانی سے متعلق تفصیل سے لکھیے۔

(ii) اس کہانی کا خلاصہ لکھیے۔

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) پنگ لی کون تھا؟

(ii) پنگ لی کیا کام کرتا تھا؟

(iii) بادشاہ نے باغبانوں کو کیوں اکٹھا کیا؟

(iv) پنگ لی کا گملا خالی کیوں رہ گیا؟

(v) بادشاہ نے خالی گملا دیکھ کر کیا کہا؟

-3 دُرست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) باغبانوں کو پودے اُگانے کے لیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔وقت دیا گیا:

(ا) ایک ماہ (ب) دو ماہ (ج) تین ماہ (د) چار ماہ

(ii) پنگ لی کیا بیچ کر اپنا گزارہ کرتا تھا:

(ا) پھل (ب) پھول (ج) ہار (د) اناج

(iii) بادشاہ نے سب باغبانوں کو گملا اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دیے۔

(ا) پیسے (ب) آٹا (ج) بیج (د) کپڑے

(iv) پنگ لی کے گملے میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اُگا۔

(ا) گھاس (ب) پودا (ج) پھول (د) کچھ بھی نہیں

(v) پنگ لی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھا:

(ا) لوہار (ب) باغبان (ج) مزدور (د) ترکھان

-4 خالی جگہ پُر کیجیے۔

(i) پنگ لی..................کا کام کرتا تھا۔

(ii) بادشاہ..................ہو چکا تھا۔

(iii) پنگ لی کا گملا..................تھا۔

(iv) پنگ لی کے باغ میں مختلف قسم کے.................. اور.................. لگتے تھے۔

(v) کافی دن گزرنے کے بعد بھی........................ نہ اُ گا۔

سرگرمیاں

(i) طلبہ ایسی ہی کہانیاں یاد کر کے آئیں اور جماعت میں سنائیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) اُستاد صاحب ’’ایمانداری بہترین حکمتِ عملی ہے‘‘ کی اہمیت کے بارے میں طلبہ کو بتائیں۔

سچائی

ہمیشہ سچ بولو

تھا مجرد اور بوڑھا ایک مرد | آزمودہ تھا جہاں کے گرم سرد
چین سے رہتا تھا وہ صبح و مسا | آئی کمبختی، نکاح اک جا کیا
بیوی جو آئی، بڑی چالاک تھی | بد رویہ، بے حیا، بے باک تھی
چاٹنے کھانے سے اس کو کام تھا | اور یہی کام اس کا صبح و شام تھا
ایک دن مہمان آیا ان کے گھر | اس کی خاطر گوشت آیا سیر بھر
بُھونتی جاتی تھی جب کہ دیگچی | بوٹی اک اک چُن کے ظالم کھا گئی
دیکھ کر ہانڈی کو خالی یہ کیا | لائی باہر سے میاں کو وہ بُلا
اور کہا تم کو نہ آئے گا یقین | ہے مگر سچ، جھوٹ ذرہ بھر نہیں
اس نگوڑی بلی کو تم دیکھنا | بیٹھی ہے کیا بھولا بھالا منہ بنا
بُھونتی تھی میں مصالحہ گوشت کا | گوشت تھا اک طاس میں رکھا ہوا
میں لگی چکھنے مصالحہ کا نمک | گوشت سارا کر گئی چٹ بے دھڑک
کچھ نہ بولا مرد صاحب دِل مگر | جا کے لے آیا ترازو دوڑ کر
پلڑہ میں بلی کو رکھا، کی نہ دیر | وزن میں پوری جو نکلی ایک سیر
یہ کہا مجھ کو بتا اے بے حیا | وزن ہے بلی کا یہ، یا گوشت کا؟
گوشت ہے گر یہ تو، بلی ہے کہاں؟ | ہے جو بلی، گوشت کا دے تو نشاں!

نتیجہ:

ناؤ کاغذ کی کبھی بہتی نہیں | کاٹھ کی ہنڈیا سدا رہتی نہیں
جھوٹ تیرا ظاہر اک دن ہوئے گا | چور کے سو دن تو اک دن سادھ کا

(منظوم ترجمہ: مثنوی شریف)

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) نظم ''ہمیشہ سچ بولو'' کا مرکزی خیال بیان کیجیے۔

(ii) اس پوری نظم سے کون سا اخلاقی سبق ملتا ہے؟

(iii) نظم ''ہمیشہ سچ بولو'' کے آخری بند کی تشریح کریں۔

سرگرمیاں

(i) طلبہ نظم کو کہانی کی صورت میں لکھیں۔

(ii) جماعت میں بیت بازی کا مقابلہ کریں۔

(iii) طلبہ اخبارات اور رسالوں سے سچائی کے حوالے سے نظمیں لکھ کر لائیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) درج ذیل نتیجہ پر اساتذہ طلبہ کو اخلاقی سبق دیں۔

ناؤ کاغذ کی کبھی بہتی نہیں کاٹھ کی ہنڈیا سدا رہتی نہیں

جھوٹ تیرا ظاہر اک دن ہو جائے گا چور کے سو دن تو اک دن سادھ کا

غلطی کا اعتراف

کلاس میں ایک شور برپا تھا۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ سارے لڑکے اپنی اپنی سیٹوں سے اٹھ کر اِدھر اُدھر پھر رہے تھے۔ ناصر بھی اپنی

سیٹ سے اُٹھ کر پچھلی رو میں بیٹھے اپنے دوست زوہیب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا، زوہیب! یہ آج ساجد کیوں نہیں آیا؟ وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔ آج اس کی طبیعت خراب تھی، جس کی وجہ سے اس نے چھٹی کی ہے۔ اس نے اپنی درخواست بھیج دی ہے۔ زوہیب نے اس کو تفصیل سے بتایا لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ تم تو اس سے ناراض ہو، زوہیب نے پوچھا۔

میں اس سے صلح کرنا چاہتا ہوں، اس لیے۔ ناصر نے جلدی سے بات بنائی۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کی درخواست کدھر ہے؟ اس نے زوہیب سے پوچھا۔ وہ میں نے مس صاحبہ کی میز پر رکھ دی ہے۔ زوہیب نے میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔ ناصر نے میز کی طرف دیکھا، اسے وہاں درخواست رکھی نظر آئی۔ اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا اور وہ اُٹھ کر اپنی سیٹ پر آ گیا۔ اس نے جلدی سے اپنے بیگ سے کاپی نکالی اور درخواست لکھنے لگا، پھر کاپی میں سے وہ صفحہ پھاڑ کر اس نے مس صاحبہ کی میز پر رکھ دیا اور پہلی رکھی ہوئی درخواست اُٹھالی، جبکہ پیچھے بیٹھے ہوئے زوہیب نے اس کی یہ حرکت دیکھ لی تھی۔ اتنے میں اخلاقیات کے پیریڈ کی گھنٹی بجی اور مس شہناز صاحبہ کلاس میں داخل ہوئیں۔ ساری کلاس پر خاموشی چھا گئی۔ مس صاحبہ نے حاضری رجسٹر کھولا اور باری باری سب کی حاضری لگانے لگیں۔ جب ساجد کا نام آیا تو زوہیب نے ان کو اس کی درخواست کے بارے میں بتایا۔ انہوں نے میز پر رکھی ہوئی درخواست اُٹھائی اور پڑھنے لگیں۔ یہ ساجد کی درخواست تم لائے ہو؟ انہوں نے درخواست پڑھ کر غصے سے زوہیب سے پوچھا۔ جی مس صاحبہ میں لایا ہوں۔ اس نے اسکول آتے وقت مجھے دی تھی۔ زوہیب نے بتایا، اچھا ذرا یہ کھڑے ہو کر پڑھو۔ انہوں نے وہ درخواست زوہیب کی طرف بڑھائی اور وہ حیران ہو کر پڑھنے لگا۔

بخدمت جناب ہیڈ مسٹریس صا حبہ۔ مؤدبانہ گزارش ہے، دھوپ ہے نہ بارش ہے۔ بندے کو بخار ہے۔ بخار 104 ہے۔ اس لیے بندہ دو دن کے لیے اسکول حاضر نہیں ہو سکتا...... اور کیونکر حاضر نہیں ہو سکتا، یہ تفصیل میں آ کر بتاؤں گا، برائے مہربانی مجھے دو دن کی چھٹی عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہو گی۔ انشاء اللہ کل بارش ہو گی۔ زوہیب نے درخواست پڑھ کر پریشانی سے مس صاحبہ کی طرف دیکھا جو اس کو غصے سے گھور رہی تھیں، جبکہ باقی کلاس زور زور سے ہنس رہی تھی۔ مِس صاحبہ میرا یقین کریں میں نے یہ درخواست نہیں رکھی تھی۔ اس نے پریشانی سے کہا۔ اچھا تو پھر کدھر سے آ گئی؟ مِس صاحبہ نے پوچھا۔

مِس صاحبہ! میرا خیال ہے کہ یہ کسی کی شرارت ہے، زوہیب نے ناصر کو دیکھتے ہوئے کہا جبکہ اس کی بات سے ناصر پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔

مِس صاحبہ یہ ناصر کی حرکت ہے۔ میں نے خود اسے درخواست تبدیل کرتے ہوئے دیکھا تھا زوہیب کی بات پر ناصر کا رنگ اڑ گیا۔ اوہ! اس نے تو مجھے درخواست تبدیل کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ ناصر نے دل میں کہا، ناصر! کیا یہ حرکت آپ کی ہے؟ مِس صاحبہ نے ناصر کو کھڑا کرتے ہوئے پوچھا، لیکن وہ خاموشی سے نظریں نیچی کیے کھڑا رہا، اگر سچ بولو گے تو سزا سے بچ جاؤ گے اور اگر جھوٹ بولا تو اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے مِس صاحبہ نے کہا۔

جی مِس صاحبہ، یہ میں نے رکھی تھی، اس نے آہستہ آواز میں کہا۔ شرمندگی سے اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ لیکن کیوں؟ مِس صاحبہ نے اس سے پوچھا۔

مِس صاحبہ! میں اور ساجد ایک دوسرے سے ناراض ہیں، اس لیے اس سے بدلہ لینے کے لیے میں نے یہ حرکت کی، اس نے مس صاحبہ کو بتایا۔ بہت خوب!

بجائے اس کے کہ تم ایک دوسرے کو معاف کرو اور صلح کرو، تم نے اس سے بدلہ لیا۔ کل میں نے آپ کو اخلاقیات میں کیا پڑھایا تھا کہ ایک انسان کو دوسرے انسان سے ناراض نہیں رہنا چاہیے، اور معاف کر دینا ہی سب سے بڑی عقلمندی ہے۔ سچا دوست وہی ہے جو اپنے دوست کی غلطیاں نظر انداز کرے۔ مِس صاحبہ نے اسے اچھا خاصا لیکچر دے ڈالا جبکہ اس کا سر ابھی بھی شرمندگی سے جھکا ہوا تھا۔ ناصر نے مس صاحبہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ مس صاحبہ! مجھے معاف کر دیں، مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے۔

تم نے اپنی غلطی تسلیم کی اس لیے تمہیں معاف کرتی ہوں لیکن آئندہ ایسی غلطی نہیں ہونی چاہیے، مِس صاحبہ نے اسے وارننگ دی۔ جی مِس صاحبہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا اس نے اسی طرح سر جھکائے ہوئے کہا اور ہاں اب جب ساجد اسکول آئے تو تمہیں اس سے صلح میں پہل کرنی ہے۔ مِس صاحبہ نے اس سے کہا۔ جی مِس صاحبہ! اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب بیٹھ جاؤ اور اپنی اپنی کتابیں کھولو، انہوں نے باقی کلاس کو بھی کتابیں کھولنے کے لیے کہا۔ جبکہ کتاب کھولتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ اسکول سے گھر جاتے ہوئے ساجد کے گھر جائے گا اور اسے منا لے گا اور سچا دوست ہونے کا ثبوت دے گا۔

مشق

1- درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) کہانی ''غلطی کا اعتراف'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(ii) غلطی کا احساس ہونے پر کیا کرنا چاہیے؟

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) ساجد سکول کیوں نہیں آیا تھا؟

(ii) ناصر نے ساجد کی درخواست کو کیوں تبدیل کیا؟

(iii) اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

(iv) مِس شہناز صاحبہ نے ناصر کو کیا کہا؟

(v) ناصر نے درخواست میں کیا تبدیلی کی؟

3- درست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔

(i) سچا دوست وہی ہے جو اپنے دوست کی غلطیاں .... کرے:

(ا) واضح (ب) بیان (ج) نظر انداز (د) دُہرائے

(ii) جب ساجد سکول آئے تو تم کو اس سے .... میں پہل کرنی ہے:

(ا) صُلح (ب) لڑائی (ج) ناراضی (د) جھوٹ

(iii) ساجد کی درخواست لے کر آیا:

(ا) ناصر (ب) زوہیب (ج) وہ خود (د) ساجد کے والد

(iv) مس نے وارننگ دی:

(ا) ساجد کو (ب) زوہیب کو (ج) ناصر کو (د) تینوں کو

(v) معاف کر دینا ہے سب سے بڑی:

(ا) بہادری (ب) عقل مندی (ج) سمجھداری (د) وفاداری

-4 کالم (الف) کا رابطہ کالم (ب) سے کریں اور جواب کالم (ج) میں لکھیے۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
بدلہ	104	
ساجد	رنگ اڑ گیا	
بخار	ساجد	
ناصر کا	چھٹی کی درخواست	
بیمار	ناصر	

سرگرمیاں

(i) ''غلطی کا اعتراف'' جیسی اخلاقی کہانیاں بچے ایک دوسرے کو سنائیں۔

(ii) ''غلطی کا اعتراف'' کو ڈرامائی انداز میں پیش کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) بچّوں کی کردار سازی کے لیے مزید اخلاقی کہانیوں کی کتابوں اور رسائل کے بارے میں بتایا جائے۔

(ii) اخلاقی کہانیوں پر مبنی کتابوں کی نمائش کا بندوبست کیا جائے۔

ایک گائے اور بکری

اک چراگاہ ہری بھری تھی کہیں
تھی سراپا بہار جس کی زمیں

کیا سماں اُس بہار کا ہو بیاں
ہر طرف صاف ندیاں تھیں رواں

تھے اناروں کے بے شمار درخت
اور پیپل کے سایہ دار درخت

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی تھیں
طائروں کی صدائیں آتی تھیں

کسی ندی کے پاس اک بکری
چرتے چرتے کہیں سے آنکلی

جب ٹھہر کر اِدھر اُدھر دیکھا
پاس اک گائے کو کھڑے پایا

پہلے جُھک کر اُسے سلام کیا
پھر سلیقے سے یوں کلام کیا

کیوں بڑی بی! مزاج کیسے ہیں؟
گائے بولی کہ خیر اچھے ہیں

کٹ رہی ہے بُری بھلی اپنی
ہے مصیبت میں زندگی اپنی

جان پر آ بنی ہے ، کیا کہیے
اپنی قسمت بُری ہے،کیا کہیے

دیکھتی ہوں ،خدا کی شان کو میں
رو رہی ہوں،بُروں کی جان کو میں

زور چلتا نہیں غریبوں کا !
پیش آیا لکھا نصیبوں کا

آدمی سے کوئی بھلا نہ کرے
اس سے پالا پڑے،خدا نہ کرے

دودھ کم دُوں تو بُڑ بُڑاتا ہے
ہوں جو دُبلی ، تو بیچ کھاتا ہے

ہتھکنڈوں سے غلام کرتا ہے
کِن فریبوں سے رام کرتا ہے

اس کے بچوں کو پالتی ہوں میں
دودھ سے جان ڈالتی ہوں میں

بدلے نیکی کے، یہ بُرائی ہے
مرے اللہ ! تیری دُہائی ہے

سن کے بکری یہ ماجرا سار
بولی، ایسا گِلہ نہیں اچھا

بات سچی ہے ، بے مزا لگتی
میں کہوں گی مگر خدا لگتی

یہ چراگاہ ، یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
یہ ہری گھاس اور یہ سایا

ایسی خوشیاں ، ہمیں نصیب کہاں!
یہ کہاں! بے زباں غریب کہاں!

یہ مزے آدمی کے دم سے ہیں
لطف سارے، اسی کے دم سے ہیں

سو طرح کا بَنوں میں ہے کھٹکا
واں کی گُذران سے بچائے خدا

ہم پہ احسان ہے بڑا اس کا ہم کو زیبا نہیں گِلہ اس کا
قدر آرام کی اگر سمجھو آدمی کا کبھی گِلہ نہ کرو
گائے سن کر یہ بات شرمائی آدمی کے گِلے سے پچھتائی
دل میں پرکھا بھلا بُرا اُس نے اور کچھ سوچ کر کہا اس نے
یوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی دل کو لگتی ہے بات بکری کی

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے جواب لکھیے۔

(i) نظم کے آخری بند کی تشریح کریں۔

(ii) اس نظم میں کون سا اخلاقی سبق دیا گیا ہے؟

(iii) گائے نے بکری کو کون سی بات کہی تھی اور بکری نے گائے کو کیا بتایا؟

(iv) نظم ''ایک گائے اور بکری'' کا خلاصہ بیان کریں۔

سرگرمیاں

(i) طلبہ گائے اور بکری کی باتیں ایک مکالمے کی صورت میں لکھیں۔

(ii) دو بچے گائے اور بکری کے کردار ادا کر کے اس نظم کو ڈرامے کی صورت میں پیش کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) اساتذہ طلبہ کو مزید سبق آموز کہانیاں اور نظمیں سنائیں۔

5 آداب

گفتگو کے آداب

جارج کو سکول سے چھٹی تھی کیونکہ اِس کے سالانہ امتحانات ہو چکے تھے۔ جارج کی والدہ نے اسے بتایا کہ آج ہمارے گھر میں مہمان آ رہے ہیں اُس نے خوشی سے پوچھا کون آ رہے ہیں؟ یقیناً بچوں کو اپنے ہم جولیوں اور اعزّہ و اقارب سے ملنے کا بہت شوق ہوتا ہے اس لیے اس نے بہت بے تابی سے اپنی ماں سے دریافت کیا۔ جب اسے پتہ چلا کہ اس کے چچا جان، چچی جان اور ان کے بچے آ رہے ہیں تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور اپنے کپڑے نکال کر بیٹھ گیا کہ ان کے آنے سے قبل وہ خوب تیار ہو جائے لیکن اس کی والدہ نے کہا بیٹا صرف آپ کے کپڑے پہننا ہی مہمانوں کے لیے کافی نہیں بلکہ ان کے لیے کھانے کا انتظام کرنا بہت ضروری ہے جس کے لیے بازار سے سودا لانا ہے، پہلے وہ لے آؤ بعد میں تیار ہو جانا، اس نے کہا ہاں امی جان میں یہ تو بھول ہی گیا تھا! خیر اس کی والدہ نے اسے سامان کی ایک لمبی فہرست تھما دی اور کہا بیٹا! جلدی سے تمام اشیاء لے آؤ، ہاں ایک بات یاد رکھو تمام چیزیں صاف ستھری ہوں اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین مطابق ہوں۔

جارج کو مارکیٹ گئے بہت دیر ہو گئی تھی اور اس کی والدہ کو فکر ہو رہی تھی کہ خیر ہو بیٹا کافی لیٹ ہو گیا ہے۔ بالآخر جارج گھر آیا تو اس کی امی نہایت گھبرائی ہوئی تھیں انہوں نے پوچھا بیٹا خیریت تو تھی تم نے تو مجھے پریشان ہی کر دیا تھا اتنی دیر کیوں کی؟ جارج بولا ماما جان! آج میں نے ایک عجیب ماجرا دیکھا ہے ایک بوڑھا شخص جس کے تن پر پھٹے پرانے کپڑے تھے اور ساتھ میں ایک بھاری گٹھڑی تھی جس کو وہ اٹھائے لڑکھڑاتے ہوئے جا رہا تھا۔ جب وہ مین روڈ پر پہنچا تو شہر کی بے ہنگم ٹریفک کی وجہ سے وہ نہایت پریشان تھا۔ کئی لڑکے اس بوڑھے شخص کو مذاق کرتے اور آوازیں کستے گزر رہے تھے۔ وہ بوڑھا ان لڑکوں کو یہ جواب دے رہا تھا کہ بیٹا! آپ نیک والدین کی اولاد ہو، جو انہوں نے تمہیں تعلیم دی ہے تم اس کا مظاہرہ کرو، مجھ کو تنگ کرنے سے آپ کو کیا ملے گا؟ کبھی آپ کو بھی تو میری عمر میں پہنچنا ہے پھر تمہیں اس بات کا احساس ہو گا کہ تم غلطی پر تھے۔

یہ صورت حال دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے اپنے کام پر بوڑھے شخص کی خدمت کو افضل جانا اور نہایت ادب سے آگے بڑھا اور انہیں سلام کیا انہوں نے کہا کہ بیٹا آپ کسی نیک گھرانے کے لگتے ہو اور پڑھے لکھے بھی۔ میں نے کہا، بابا جی آپ نے کیسے پہچانا کہ میں پڑھا لکھا ہوں، انہوں نے کہا بیٹا بزرگوں کا قول ہے کہ انسان اپنی زبان کے پیچھے پوشیدہ ہوتا ہے اور عقلمند ہمیشہ سوچ کر بولتا ہے جبکہ کم عقل بول کر سوچتا ہے۔ انہوں نے کہا تمام جانداروں میں سے صرف انسان کو ہی قوتِ گویائی ملی ہے اور تمام جانداروں پر فوقیت حاصل ہے۔ ہماری بیشتر کوتاہیاں صرف زبان کے غلط استعمال ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ تم نے دیکھا ہو گا کہ کبھی کبھار ہماری چھوٹی سی بات یا جملے سے ہمارے دوست خفا ہو جاتے ہیں ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے اور کبھی کبھار ہمارا کہا ہوا فقط ایک جملہ کسی کے دل میں پیار پیدا کر دیتا ہے۔ میں نے ان کی بات ختم ہوتے ہی ان سے پوچھا کہ بابا جی آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور آپ کو کہاں جانا ہے انہوں نے جواب دیا بیٹا میں گاؤں سے آیا ہوں اور یہاں لاہور میں اپنے بیٹے کو جو یہاں نوکری کے سلسلے میں رہتا ہے ملنے آیا ہوں۔ بابا جی نے اپنی جیب سے ایک رقعہ نکالا جس پر پتہ درج تھا میں نے پڑھا اور انہیں گاڑی پر بٹھانے کے لیے چل پڑا، میں نے بابا جی کے منع کرنے کے باوجود ان کی گٹھڑی بھی اُٹھائی اور کچھ دیر سٹاپ پر کھڑے ہو کر گاڑی کا انتظار کیا اور گاڑی آنے پر ان کو بٹھایا اور کنڈیکٹر کو تاکید کی کہ ان کے مطلوبہ سٹاپ پر انہیں اتار دینا۔ اس کے بعد میں نے اجازت طلب کی تو بابا جی نے مجھے ڈھیروں دعائیں دیں۔ بوڑھے شخص کو گاڑی پر بٹھانے کے بعد میں نے گھر کا سودا سلف خریدا ہے۔ جارج کی والدہ نے جب یہ سب کچھ سنا تو وہ بہت خوش

ہوئیں اور اسے شاباش دی، پھر انہوں نے مہمانوں کے لیے پُرتکلف دعوت کا انتظام کیا، کھانے پر تمام بہن، بھائی اور اعزہ واقارب جمع تھے، سب نے بڑے مزے سے کھانا کھایا۔ اس کے بعد جارج کی والدہ نے جارج کا واقعہ سب کی موجودگی میں سنایا۔ اس پر اس کے چچا آرنلڈ بہت خوش ہوئے، انہوں نے کہا بیٹا! مجھے یہ سب سن کر بہت اچھا لگا ہے، چند ایک باتیں بطور نصیحت میں بھی شامل کر دیتا ہوں جن پر آپ سب بچوں نے زندگی بھر عمل کرنا ہے۔

☆ ہمیشہ سچ بولنا چاہیے چاہے آپ کو اس کے لیے نقصان ہی اُٹھانا پڑے لیکن جھوٹ جیسی بُری چیز سے دُور رہیں۔

☆ ضرورت کے تحت گفتگو کیجیے اور فضول قسم کی گفتگو سے پرہیز کیجیے۔ ایسے لوگ پسند نہیں کیے جاتے جو زیادہ باتونی ہوتے ہیں۔

☆ بات کرتے وقت ہمیشہ چہرے پر مسکراہٹ رکھیے، اور میٹھے لہجے میں بات کیجیے۔ زیادہ زور سے نہ بولیے اور نہ اتنا آہستہ بولیے کہ سننے والا سن نہ سکے۔

☆ ہمیشہ کم بولیے اور یہ خیال رہے کہ آپ کی باتوں سے بڑائی اور رعب ظاہر نہ ہو جس سے بات کر رہے ہوں اس کی عمر کا خیال رکھا جائے۔

☆ والدین اور دوستوں سے ایک لہجے میں گفتگو نہ کریں۔ اپنے سے چھوٹوں سے بات کریں تو پیار و شفقت سے کیجیے۔ ٹھہر ٹھہر کر وقار اور سلیقے سے گفتگو کریں۔

☆ ہر وقت ہنسی اور مذاق نہ کیجیے۔ اس سے آدمی کی عزت کم ہو جاتی ہے۔

☆ جب دو آدمی بات کر رہے ہوں تو ہرگز نہ کاٹیے، اگر ضروری بات ہو تو اجازت لے کر کیجیے۔

☆ دوسروں کی گفتگو چھپ کر سننے سے گریز کیجیے یہ انتہائی بُری عادت ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھیے کہ کبھی گندی اور فضول باتوں سے اپنی زبان کو آلودہ نہ کیجیے۔

☆ دوسروں کی بُرائی کرنے، غیبت اور چغلی کرنے، نقل کرنے، اپنی بڑائی کرنے اور طنز کرنے جیسی بُری عادتوں کے قریب بھی نہ جائیں۔

☆ کبھی کسی کو بُرے یا اُلٹے ناموں سے نہ پکاریے۔

☆ پیارے بچو! سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آپ کی بات سے کسی کا دل دکھے، کبھی کسی کا دل نہ دکھایے۔

☆ کوئی ایسی بات نہ کیجیے جس سے آپ کے مخاطب کی دل آزاری ہو اگر کبھی ہو جائے تو فوراً معذرت طلب کیجیے۔

بچوں نے انتہائی غور سے چچا آرنلڈ کی باتیں سنیں اور ان تمام باتوں پر عمل کرنے کا پختہ عزم کیا۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصّل جواب لکھیے۔

(i) کہانی ''گفتگو کے آداب'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(ii) اس کہانی سے جو اخلاقی سبق ملتا ہے اس کو بیان کریں۔

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) جارج کی والدہ نے اُسے کیا بتایا؟

(ii) جارج کی والدہ نے کس قسم کی کھانے پینے کی اشیا لانے کو کہا؟

(iii) جارج نے باہر کیا ماجرا دیکھا؟

(iv) ''انسان اپنی زبان کے پیچھے پوشیدہ ہے'' کا مفہوم واضح کریں۔

(v) جارج کے چچا آرنلڈ نے کیا باتیں سمجھائیں؟

3- دُرست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔

(i) ضرورت کے تحت.................کیجیے۔

(ا) گفتگو (ب) تقریر (ج) تحریر (د) بحث

(ii) اگر کسی کی دل آزاری ہو جائے تو فوراً.................کریں۔

(ا) بحث (ب) خوشی (ج) معذرت (د) شرمندہ

(iii) دوسروں کی گفتگو.................سننے سے گریز کریں۔

(ا) چُھپ کر (ب) سامنے آکر (ج) گھر جا کر (د) پیچھے جا کر

(iv) سب سے.................گناہ یہ ہے کہ آپ کی بات سے کسی کا دل دکھے۔

(ا) چھوٹا (ب) بڑا (ج) معمولی (د) درمیانہ

(v) جب دو آدمی بات کر رہے ہوں تو ہرگز نہ.................

(ا) بھاگیں (ب) گھبرائیں (ج) سنیں (د) کاٹیں

3- کالم (الف) کا رابطہ کالم (ب) سے کریں اور جواب کالم (ج) میں لکھیے۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
فضول بات	نہایت پریشان	
عقلمند	حِفظانِ صحت	
سٹاپ	تمام جانداروں پر فوقیت	
بے ہنگم ٹریفک	سوچ کر بولتا ہے	
کھانے پینے کی اشیاء	گاڑی	
قوتِ گویائی	زبان آلودہ	

سرگرمیاں

(i) ''گفتگو کے آداب'' کے مختلف موضوعات اکٹھے کریں اور باری باری تمام طلبہ ایک دوسرے کو سُنائیں۔

(ii) ''گفتگو کے آداب'' میں مختلف کرداروں کو ڈرامائی شکل میں پیش کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) موبائل فون پر بات کرنے کے آداب، گاڑی میں سوار ہونے کے آداب، ائرپورٹ (Airport)، ہسپتال اور کسی اجنبی شخص کے ساتھ بات چیت کرنے کے آداب کے بارے میں اساتذہ بھرپور راہنمائی فرمائیں۔

اشاروں کی زبان

میڈم فریدہ انگریزی زبان کی استاد تھیں اور تختہ سیاہ پر قواعدِ گرائمر لکھ رہی تھیں کہ انھیں بچوں میں ہلچل محسوس ہوئی۔ انھوں نے فوراً مڑ کے دیکھا تو گیتا کمرۂ جماعت کی کھڑکی سے کسی کو اشارے کر رہی تھی اور تمام بچیاں اُس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ استانی صاحبہ کو بہت غصہ آیا، انھوں نے گیتا کو کھڑا ہونے کو کہا۔ گیتا ڈرتے ڈرتے کھڑی ہوگئی، استانی صاحبہ نے گیتا کو ڈانٹتے ہوئے پوچھا کہ آپ باہر کیوں دیکھ رہی تھیں۔ گیتا نے فوراً معافی مانگتے ہوئے کہا، سوری میڈم میری بہن باہر کھڑی تھی اور مجھ سے پیسے مانگ رہی تھی اور میں اُسے اشاروں سے سمجھا رہی تھی کہ تفریح کے وقت میں اُسے پیسے دوں گی لیکن وہ جا نہیں رہی تھی۔

اُستانی صاحبہ نے فوراً باہر سے اُس کی بہن کو بلوایا، اُس کا نام رچنا تھا۔ وہ سہمی سہمی اندر آئی اور اُس نے بتایا کہ میں نے اپنی فیس دینی تھی اور پیسے میری بہن گیتا کے پاس تھے۔ اِس لیے میں اُسے پیسے دینے کے لیے اشارے کر رہی تھی کیونکہ مجھے میڈم نے فوراً فیس لانے کا کہا تھا کیونکہ آج فیس جمع کروانے کی آخری تاریخ تھی۔ محترمہ اُستانی صاحبہ نے جب یہ سُنا تو اُن کا غصہ جاتا رہا اور وہ مُسکرا پڑیں اور رچنا کو سمجھاتے ہوئے بولیں کہ بیٹی! آپ کو کھڑکی میں سے اشارے نہیں کرنے چاہیے تھے بلکہ آپ اجازت لے کر اندر آتیں اور اپنی بہن سے پیسے لے کر چلی جاتیں۔

رچنا کو بات سمجھ آگئی اُس نے اپنے رویے کی معافی مانگی اور آئندہ اُستانی صاحبہ کی بات پر عمل کرنے کا وعدہ کیا۔ اُستانی صاحبہ نے اُسے جانے کی اجازت دے دی۔ اُس کے جانے کے بعد وہ گیتا سے مخاطب ہوتے ہوئے بولیں کہ آپ کو بھی اُسے اشاروں سے منع کرنے کی بجائے مجھے بتانا چاہیے تھا۔ گیتا نے فوراً میڈم سے معافی مانگی اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ اِس کے بعد اُستانی صاحبہ نے بچوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ بچو! گیتا اور رچنا آپس میں کونسی زبان میں بات کر رہیں تھیں۔ مریم کہنے لگی میڈم وہ تو اشارے کر رہیں تھیں، انہوں نے تو کوئی بات کی ہی نہیں۔ اُستانی صاحبہ مسکرائیں اور بولیں، ہاں، لیکن اس کے باوجود وہ ایک دوسرے سے بات کر رہیں تھیں۔ روزینہ بولی میڈم! وہ تو ایک دوسرے کو اشارے کر رہیں تھیں۔ بالکل، یہی تو میں آپ سے پوچھ رہی تھی، دراصل وہ اشاروں کی زبان میں بات کر رہیں تھیں۔ مریم کہنے لگی، میڈم اشاروں کی زبان کیا ہوتی ہے؟

اُستانی صاحبہ بولیں بچو! دنیا میں بہت سی زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں، لیکن ایک زبان ایسی ہے جو سب سے زیادہ استعمال کی جاتی ہے اور وہ اشاروں کی زبان ہے اور یہی انسان کی پہلی زبان ہے کیونکہ ابتدا میں انسان کو کوئی زبان نہیں آتی تھی اور وہ ایک دوسرے سے اشاروں میں ہی بات کرتے تھے۔ میڈم! گونگے اور بہرے لوگ بھی تو اشاروں میں بات کرتے ہیں۔ سُرجیت کور بولی، ہاں بیٹی، اشاروں کی زبان کو باقاعدہ ایک علم کی حیثیت حاصل ہوچکی ہے اور گونگے اور بہرے بچوں کو اِس کی تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ بغیر بولے اور سُنے دوسروں تک اپنی بات اشاروں کی مدد سے پہنچا سکیں۔

شمائلہ کہنے لگی میڈم اشاروں کی زبان کہاں کہاں استعمال کی جاتی ہے؟ تو میڈم کہنے لگیں کہ یہ ایک ایسی زبان ہے کہ جس کا استعمال تمام لوگ کرتے ہیں۔ ہم اپنے روزمرہ کے معمولات کے دوران اپنے ہاتھوں، آنکھوں، چہرے اور جسم کی حرکات وسکنات کی مدد سے دوسروں کو اپنے احساسات اور جذبات سے آگاہ کرتے ہیں، یہاں تک کہ بولتے ہوئے بھی ہم اشاروں سے اپنی بات کی وضاحت کر رہے ہوتے ہیں، جیسے کوئی مقرر تقریر کرتے ہوئے مختلف انداز اِختیار کرتا ہے۔ اس طرح اشاروں کی مدد سے اپنی بات کو زیادہ پُراثر بنایا جاسکتا ہے، جیسے سیاسی ومذہبی رہنما اپنی تقریروں کے دَوران کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ پیشہ ورانہ طور پر بھی مختلف شعبوں میں اس کا استعمال کیا جاتا ہے، جیسے کہ فوج جب حملہ کرتی ہے تو فوجی اشاروں میں بات کرتے ہیں تاکہ دُشمن کو اِن کی موجودگی کا علم نہ ہو۔ اسی طرح تمام کھیلوں میں ریفری یا ایمپائر کھیل کے دَوران مختلف اشارے استعمال کرتے ہیں۔ ٹریفک کانسٹیبل اشاروں سے ٹریفک کا نظام چلاتے ہیں، غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں اشاروں کی زبان استعمال ہوتی ہے۔ میڈم! اس زبان کے تو بہت فائدے ہیں۔ روزینہ نے کہا، ہاں، بیٹی یہ بہت ہی فائدہ مند زبان ہے بشرطیکہ اس کا صحیح استعمال کیا جائے، تو کیا اس کا غلط استعمال بھی ہوسکتا ہے، سُرجیت کور بولی ہاں! بیٹی ہر چیز کا فائدہ یا نقصان اُس کے استعمال پر منحصر ہے۔

اب آج کی ہی مثال لو! جب گیتا نے اشاروں کی زبان کا غلط استعمال کیا تو ہماری پڑھائی کا عمل متاثر ہوا اور تمام بچے اور میں بھی اپنی توجہ اپنے اصل کام کی طرف قائم نہ رکھ سکے۔

میڈم! ہمیں اشاروں کی زبان استعمال کرتے ہوئے کیا احتیاط کرنی چاہیے؟ شائستہ نے سوال کیا۔

بیٹی! ہمیں چاہیے کہ ہم کوئی بھی ایسا اشارہ یا حرکت نہ کریں جس سے کسی کی دل آزاری ہو، جیسے کسی لنگڑے کو دیکھ کر لنگڑا کر چلنا۔ اسی طرح محفل میں بیٹھ کر ایسی حرکات کرنا جس سے محفل کے شرکا کی توجہ اپنے اصل کام سے ہٹ جائے۔

مختلف مذاہب کے حوالے سے بھی مخصوص اشارے ہوتے ہیں۔ ہمیں ان کا غلط استعمال نہیں کرنا چاہیے تا کہ اس مذہب کے ماننے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ میڈم! کسی کالے کو دیکھ کر بھی اشارہ نہیں کرنا چاہیے۔ روزینہ بولی، ہاں ہاں بالکل بیٹی مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کو ان کی کسی کمزوری کا احساس دلانے کے لیے یا ان کا تمسخر اڑانے کے لیے بھی اشاروں کا سہارا لیا جاتا ہے جو کہ غلط بات ہے۔

میڈم! میں نے دیکھا ہے کہ حجام کو دیکھ کر لوگ ایسے اشارے کرتے ہیں جن سے اُس کے پیشے کا اظہار ہوتا ہے اور اُس کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ شاباش بیٹا، آپ نے بالکل صحیح کہا۔ یہ بہت بُری بات ہے۔ میڈم! یہ شمائلہ میری نقلیں اُتار کر مجھے چڑاتی رہتی ہے۔ یہ بھی تو بُری عادت ہے نا! ناصرہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

شمائلہ بیٹی! ایسا کوئی بھی عمل جس سے آپ کے بہن، بھائی، یا دوست کو بُرا لگے، بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے گھروں میں بھی ہمیں ایسی کوئی حرکت یا اشارہ نہیں کرنا چاہیے جیسے منہ چڑانا، نقل اتارنا، جس سے دوسرے کو غصہ آجائے۔ یہ سب بُرے اشارے ہوتے ہیں۔

بیٹا کچھ ایسے اشارے یا حرکات ہوتی ہیں جو کہ انتہائی غیر اخلاقی اور نامناسب ہوتی ہیں، جن کی اجازت کوئی بھی مذہب یا معاشرہ نہیں دیتا۔ ہمیں اِن سے بھی بچنا چاہیے تا کہ دیکھنے والے ہمارے بارے میں اچھی رائے قائم کریں۔

اچھا بچو! آج کا پیریڈ تو انگلش زبان کی بجائے اشاروں کی زبان میں ہی گزر گیا۔ کل ہم قواعدِ گرائمر کا سبق دوبارہ پڑھیں گے۔

جی میڈم! لیکن آج کا پیریڈ ضائع نہیں گیا۔ ہم نے ایک نئی زبان کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور یہ بھی جانا کہ ہم اس زبان کا مؤثر اور مفید استعمال کیسے کر سکتے ہیں۔ میڈم نے مسکراتے ہوئے کہا کہ یہ اچھی بات ہے کہ آپ کو اشاروں کی اہمیت کا اندازہ ہو گیا اور میں اُمید کرتی ہوں کہ آپ اپنی زندگی میں اس پر عمل بھی کریں گے۔ جی میڈم سب بچوں نے یک زبان ہو کر کہا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ میڈم۔

مشق

1۔ **درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔**

(i) اشاروں کی زبان کی ضرورت اور اہمیت بیان کریں۔

(ii) اشاروں کی زبان کے غلط استعمال کو کیسے روکا جا سکتا ہے؟

(iii) غلط اشاروں کے نقصانات بیان کریں۔

2۔ **درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔**

(i) اشاروں کی زبان سے کیا مراد ہے؟

(ii) اشاروں کے دَوران عام طور پر کون سے اعضا زیادہ استعمال ہوتے ہیں؟

(iii) کمرۂ جماعت میں اشاروں کی زبان سے متعلق بات کیسے شروع ہوئی؟

(iv) اشاروں کی زبان کیسے شروع ہوئی؟

(v) ناصرہ کو کس بات پر غصہ تھا؟

3۔ **درست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔**

(i) محترمہ استانی صاحبہ پڑھا رہی تھیں:

(ا) اردو (ب) ریاضی (ج) انگریزی (د) سوکس

(ii) گیتا کی بہن کا نام تھا:

(ا) لکشمی (ب) رچنا (ج) سادھنا (د) کاجول

(iii) فوجی اشاروں کی زبان استعمال کرتے ہیں:

(ا) کھانے کے وقت (ب) کام کے وقت (ج) حملے کے وقت (د) کھیلتے وقت

(iv) انسان غُصے کا اظہار کرتا ہے:

(ا) آنکھوں سے (ب) ناک سے (ج) ہاتھ سے (د) سر سے

(v) گیتا کی بہن پیسے لینے آئی:

(ا) فیس کے لیے (ب) کتابوں کے لیے (ج) کھانے کے لیے (د) ٹیوشن کے لیے

سرگرمیاں

(i) دو طلبہ کو کچھ جملے دیے جائیں، جنھیں وہ اشاروں کی مدد سے ادا کریں۔

(ii) مختلف اشاروں اور ان کے مفہوم کا چارٹ بنا کر آویزاں کیا جائے۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) علاقے اور ماحول کی مناسبت سے غیر اخلاقی اشاروں کی وضاحت کی جائے۔

ٹیلی کمیونیکیشن

Telecommunication

ٹیں ٹیں ٹیں (دروازے کی گھنٹی بجی) وکٹر دروازہ کھولنے آیا تو دروازے پر اُس کا دوست ڈینیئل کھڑا تھا، گڈ مارننگ، ڈینیئل نے مسکراتے ہوئے کہا، گڈ مارننگ وکٹر نے بھی ہنستے ہوئے ہاتھ ملایا اور ڈینیئل کو لے کر اپنے کمرے میں آ گیا۔ آج اتوار کا دن تھا اور کالج سے چھٹی تھی لہٰذا وکٹر نے ڈینیئل کو جو کہ اُس کا ہم جماعت تھا، اپنے گھر آنے کے لیے کہا تھا تا کہ اُسے اپنا موبائل دکھا سکے، جو کہ اُس کے پاپا اُس کے لیے لائے تھے کیونکہ انہوں نے اُس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ میٹرک میں A گریڈ حاصل کرے گا تو اُسے موبائل فون لے کر دیں گے۔

دکھا بھی دو اب کہاں ہے تمھارا موبائل فون مجھے کتنا انتظار تھا، ڈینیئل نے وکٹر سے کہا، وکٹر کہنے لگا دکھاتا ہوں بھائی اتنے بے چین کیوں ہو رہے ہو اور جیب سے موبائل فون نکال کر ڈینیئل کے ہاتھ میں دے دیا، اس کے بعد دونوں دوست کافی دیر موبائل فون کے استعمال کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ ڈینیئل کہنے لگا چلو اس سے اپنے دوستوں کو میسج (Message) کرتے ہیں وکٹر کہنے لگا، ہاں ہاں، میں نے اس میں خاص پیکج (Package) لیا ہے، جس میں تھوڑے سے پیسوں میں سارا دن فری میسج کر سکتے ہیں اور پھر دونوں دوست اپنے دوسرے دوستوں کو (SMS (Short Message Service کرنے لگ پڑے اور اُن کے دوستوں کے SMS بھی آنے لگے اور دونوں دوست ہنس کھیل رہے تھے، اتنے میں وکٹر کے پاپا مسٹر سیموئیل کا اُدھر سے گزر ہوا تو انہوں نے وکٹر سے پوچھا کہ بھئی کیا ہو رہا ہے۔ وکٹر نے اپنے دوست کا پاپا سے تعارف کرایا اور بتایا کہ وہ ڈینیئل کو اپنا موبائل فون دکھا رہا تھا اور ہم مل کر اپنے دوستوں کو SMS کر رہے تھے۔

وکٹر کے پاپا ہلکا سا مسکرائے اور کہا، کیا میں تھوڑی دیر آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھ سکتا ہوں۔ ڈینیئل فوراً بولا، کیوں نہیں انکل۔ آیئے نا، مسٹر سیموئیل (وکٹر کے پاپا) اُن کے پاس بیٹھ گئے اور بولے۔ یہ بتاؤ بیٹا کہ موبائل فون کا آغاز کیسے ہوا۔ وکٹر فوراً بولا پاپا ہمارے استادِ محترم نے بتایا تھا کہ الیگزنڈر گراہم بیل (Alexander Graham Bell) نے سب سے پہلے ٹیلی فون ایجاد کیا تھا اور پھر ٹیلی فون ترقی کی منازل طے کرتا آج موبائل فون کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ شاباش! بالکل ٹھیک بتایا ہے۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ ٹیلی فون کی ایجاد کا مقصد کیا تھا؟ تا کہ ہم اپنا پیغام ایک جگہ سے دوسری جگہ جلدی پہنچا سکیں، اس دفعہ ڈینیئل نے جواب دیا۔ مسٹر سیموئیل نے اُس کو بھی شاباش دی اور بولے کہ بچو، انسان نے اپنی سہولت کے لیے بے شمار چیزیں ایجاد کیں ہیں اور اُن میں ٹیلی مواصلات کا نظام بھی شامل ہے۔ وکٹر بولا پاپا ٹیلی مواصلات سے کیا مراد ہے؟ مسٹر سیموئیل بولے، ٹیلی مواصلات کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایک جگہ سے بغیر حرکت اور تار کے اپنی آواز اور تصویر دوسری جگہ پہنچا سکتے ہیں اور اس کو انگلش میں ٹیلی کمیونی کیشن اور اُردو میں برقی مواصلاتی نظام کہتے ہیں۔

پاپا کمپیوٹر بھی اس میں شامل ہے، وکٹر نے پوچھا۔ کیوں نہیں، کمپیوٹر نے تو اس میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ اب ہم انٹرنیٹ کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطے میں رہتے ہیں اور انٹرنیٹ کے ذریعے، chatting، ای۔میل (E-mail)، ٹوئیٹر (Twitter)، فیس بک (Facebook) اور بہت سی دوسری سہولیات میسر ہیں۔ جن سے ہم انتہائی کم وقت میں ایک دوسرے سے رابطہ کر سکتے ہیں لیکن بچو، اِن تمام ایجادات کا فائدہ اُسی صورت میں ہے جب ہم اُن کا مناسب اور بوقت ضرورت استعمال کریں۔ وکٹر پوچھنے لگا پاپا ہمیں بتائیے نا کہ ہم اِن سہولیات کا بہترین استعمال کیسے کر سکتے ہیں۔

مسٹر سیموئیل بولے، بچو! خدا نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور انسان نے اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے اپنی سہولت اور ضرورت کے لیے بے شمار چیزیں ایجاد کیں۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں بے پناہ ترقی کی مثلاً زراعت، صنعت، اسلحہ سازی، ٹرانسپورٹ وغیرہ۔ اسی طرح ٹیلی کمیونی کیشن کے شعبہ میں بھی انسان نے بہت ترقی کی ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ جب ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام پہنچانے کیلئے انسان پیدل سفر کرتا تھا اور بہت زیادہ وقت صَرف ہوتا تھا۔ لیکن آج ہم گھر بیٹھے دُنیا جہاں کی خبریں جان لیتے ہیں۔ اس طرح کسی سے بھی رابطہ کرنا ہو خواہ وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں رہتا ہو تو لمحوں میں ہم اُس سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ لیکن بچو! ان تمام سہولیات کا فائدہ اس میں ہے کہ ہم اِن کا مناسب استعمال کریں اور جیسا کہ وکٹر نے سوال کیا ہے تو اِس کا جواب یہ ہے کہ ہم کو اِن سہولیات کا استعمال کرتے ہوئے بہت سی چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے مثلاً ہم ٹیلی فون یا موبائل فون استعمال کریں تو خیال رکھیں کہ!

فون ایسے وقت کریں کہ جسے فون کر رہے ہیں اُس کے آرام میں خلل نہ آئے، اگر جسے فون کر رہے ہیں اور وہ فون نہیں سن رہا تو بار بار فون مت کریں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ مصروف ہو۔ ہمیشہ کام کی بات کریں۔ اِدھر اُدھر کی فضول باتیں مت کریں۔ مختصر بات کریں، غیر اخلاقی گفتگو مت کریں۔ جسے فون کر رہے ہیں اُس کے مرتبہ کا خیال رکھیں۔ اسی طرح اگر آپ SMS کا استعمال کریں تو پیغام انتہائی مختصر ہونا چاہیے۔ الفاظ سادہ اور واضح ہوں تاکہ اگلا شخص بات سمجھ جائے۔ SMS اُس وقت کرنا چاہیے جب انتہائی ضروری ہو۔

انٹرنیٹ کے ذریعے Facebook، E-Mail، chatting یا Twitter وغیرہ کی سہولیات سے مستفید ہوتے ہوئے ہمیں بہت سی چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے مثلاً ضرورت کے وقت کمپیوٹر استعمال کریں تا کہ بجلی کی بچت ہو سکے اور اس طرح پیسوں کی بھی بچت ہوگی۔ اتنا وقت دیں کہ اُس سے آپ کی پڑھائی اور دیگر سرگرمیاں متاثر نہ ہوں۔ اِن ٹیکنالوجیز (Technologies) کو اپنی تعلیمی ضروریات کے لیے استعمال کیا جائے۔

بیٹا! آج کل موبائل فون (Mobile Phone) نے ہماری قوم کو بہت الجھا کر رکھ دیا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ سڑکوں پر، بازاروں میں، دفاتر میں، کھیل اور سیر کے میدانوں میں، سکولوں، کالجوں غرضیکہ ہر جگہ ہر وقت ہمارے نوجوان موبائل فون (Mobile Phone) کے ساتھ مصروف نظر آتے ہیں۔ وہ ایک طرف تو اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں اور دوسری طرف والدین کی خون پسینے کی کمائی برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ آج موبائل فون (Mobile Phone) ایک فیشن (Fashion) کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہمارے بچے اس سے بہت سے اخلاق باختہ پیغامات جاننے والوں اور نہ جاننے والوں کو بھیجتے ہیں۔ جن سے ہماری نوجوان نسل بے راہروی کا شکار ہو رہی ہے۔ یہ سہولت تو محض پیغام رسانی کے لیے تھی غیر اخلاقی حرکات کے لیے نہیں۔ ہر مہذب قوم اس طرح کے غلط کاموں سے اجتناب کرتی ہے۔ میری آپ کو نصیحت ہے کہ آپ چاہے گفتگو ٹیلی فون (Telephone) پر کریں، بالمشافہ کریں یا کسی اشارے کنایہ میں کریں، اخلاق کا دامن کبھی بھی اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

وکٹر نے اپنے پاپا کی باتوں کو سمجھتے ہوئے کہا کہ پاپا میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ ہمیں کیا سمجھانا چاہ رہے ہیں۔ ڈینیئل نے بھی سر ہلاتے ہوئے کہا کہ انکل اب ہم کبھی اِن چیزوں کا غیر ضروری استعمال نہیں کریں گے۔ مسٹر سیموئیل نے دونوں کو شاباش دی اور کمرے سے چلے گئے۔ اُن کے جانے کے بعد وکٹر نے ڈینیئل سے کہا کہ آؤ دوست اپنی پڑھائی کریں، SMS میں وقت ضائع نہ کریں اور دونوں دوست کتابیں لیکر بیٹھ گئے۔

مشق

1۔ درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) ٹیلی کمیونی کیشن (Telecommunication) کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ تفصیل سے لکھیے۔

(ii) موبائل فون استعمال کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

(iii) موبائل فون کے غلط استعمال سے کیا نقصانات ہوتے ہیں؟

2۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) کمپیوٹر سے ہمیں پیغام رسانی کی کون کون سی سہولتیں میسر ہیں؟

(ii) وکٹر کو اُس کے پاپا نے موبائل فون کیوں لے کر دیا؟

(iii) ڈینئیل اور وکٹر موبائل فون سے کیا کر رہے تھے؟

(iv) کمپیوٹر کیسے استعمال کرنا چاہیے؟

3۔ دُرست جوابات کی نشاندہی کیجیے۔

(i) وکٹر کے پاپا کا نام تھا:

(ا) ڈینئیل (ب) سیموئیل (ج) جارج (د) فرنینڈس

(ii) وکٹر نے امتحان میں لیا:

(ا) اے گریڈ (ب) بی گریڈ (ج) سی گریڈ (د) ڈی گریڈ

(iii) ٹیلی فون ایجاد کیا:

(ا) مارکونی (ب) آئن سٹائن (ج) نپولین (د) گراہم بیل

(iv) وکٹر اور ڈینئیل تھے:

(ا) بھائی (ب) رشتہ دار (ج) ہم جماعت (د) ہمسائے

(v) کمپیوٹر کی ایجاد نے دنیا میں برپا کر دیا ہے:

(ا) انقلاب (ب) ہنگامہ (ج) شور (د) کچھ بھی نہیں

سرگرمیاں

(i) طلبہ کمپیوٹر اور موبائل فون کے ماڈل بنا کر لائیں۔

(ii) طلبہ ایک دوسرے سے فرضی طور پر ٹیلی فون سے بات چیت کریں۔

(iii) چارٹ پر ٹیلی کمیونی کیشن سے متعلقہ ایجادات کی تصاویر بنا کر لائیں۔

(iv) انٹرنیٹ استعمال کرنے کے لیے ہدایات چارٹ پر لکھ کر لائیں۔

(v) کمپیوٹر لیب میں جا کر انٹرنیٹ کا عملی استعمال دیکھیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) اساتذہ کرام طلبہ کو کمپیوٹر لیب میں لے جا کر اِن سہولیات کا عملی مظاہرہ دکھائیں۔

(ii) کمرہ جماعت میں دو طلبہ کے درمیان ٹیلی فون کی گفتگو کا عملی مظاہرہ کروائیں۔

شخصیات

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

حالاتِ زندگی

بصرہ میں ایک نہایت عبادت گزار انسان رہتے تھے جن کا نام شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ تھا، اگرچہ ان کے گھر میں غربت کا دوردورہ تھا۔ گزراوقات مشکل سے ہوتی تھی لیکن طبعاً آپ رحمۃ اللہ علیہا ایک نیک فطرت اور قناعت پسند شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور عنایت پر قوی ایمان کے حامل تھے، بحالت ضرورت بھی کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرتے تھے۔ شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے گھر رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سن 97 ہجری کو پیدا ہوئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا اپنے بہن بھائیوں میں چوتھے نمبر پر تھیں، اسی مناسبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہا کا نام رابعہ رکھا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے بچپن تا جوانی رنج والم، غم، حُزن اور مصائب کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا، چار پانچ سال کی عمر میں ہی والدین کے انتقال کی وجہ سے اُن کی شفقت ومحبت سے محروم ہوگئیں۔

105 ہجری میں بصرہ میں قحط پڑ گیا۔ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا اپنی بہنوں کے ساتھ اپنے گھر میں رہا کرتی تھیں، ان کا نگہبان یا کفالت کرنے والا کوئی نہ تھا، تمام بہنیں مل کر مزدوری کیا کرتی تھیں مگر جب بصرہ قحط کی لپیٹ میں تھا، تمام کاروبار دم توڑ گئے ان نوعمر بچیوں نے دو تین فاقے برداشت کیے لیکن جب برداشت ختم ہوئی تو ہوش جاتا رہا، نوبت بھیک تک آ گئی مگر بھیک دینے والا بھی کوئی نہ تھا، کسی کے پاس کچھ ہو تو دے، یہ تمام بہنیں زرد چہروں اور پتھرائی آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھیں کہ بصرہ کا معروف تاجر، جس کا نام عتیق تھا جب اُدھر سے گذرا تو تین بچیوں نے اس شخص کے سامنے دستِ سوال دراز کیا۔ خدا کے لیے ہمیں کچھ کھانے کو دو ورنہ کچھ دیر بعد ہماری سانسوں کا رشتہ ہمارے جسموں سے ٹوٹ جائے گا۔ اس تاجر نے سب سے چھوٹی بہن رابعہ کی طرف دیکھا جو خاموش بیٹھی تھیں "لڑکی تجھے بھوک نہیں ہے" "بہت بھوک ہے"۔ رابعہ نے نہایت خفیف لہجے میں کہا، تو پھر کسی سے روٹی کیوں نہیں مانگتی؟ تاجر نے سوال کیا جس سے مانگنا چاہیے اس سے مانگ رہی ہوں، لڑکی نے نہایت عجیب جواب دیا تو پھر تجھے ابھی تک روٹی کیوں نہیں ملی؟ جب وقت آئے گا وہ بھی مل جائے گی۔

گفتگو میں استقامت اور پائیداری تھی۔ رابعہ کی تینوں بڑی بہنیں اس کے جواب سے بیزار ہوئیں اور تاجر عتیق سے کہنے لگیں یہ ہم سب کا وقت برباد کررہی ہے۔ آپ اِسے یہاں سے لے جائیں، یہ بڑے کام کی لڑکی ہے، میں اسے لے کر ہی جاؤں گا، تاجر عتیق نے تینوں بہنوں کو مخاطب ہو کر کہا اور پھر ایک مخصوص رقم ان کے حوالے کردی۔ "چلو لڑکی" تاجر نے چھوٹی بہن سے کہا اب تم میری ملکیّت ہو۔ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے اپنی بہنوں کی طرف دیکھا اُن کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر ہونٹوں پر حرفِ شکایت نہ تھا، وہ چپ چاپ تاجر کے ساتھ چلی گئیں، انھوں نے کئی بار مُڑ کر دیکھا، اُن کی آنکھوں میں بس ایک ہی سوال تھا کہ کیا تم نے چند روٹیوں کے عوض اپنی بہن کو فروخت کردیا ہے؟

کردار

جب تاجر عتیق نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کو آزاد کردیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہا علوم ظاہری حاصل کرنے کے لیے بصرہ سے کوفہ تشریف لے گئیں جو اپنے وقت کا بہت بڑا علمی مرکز تھا جہاں پر جیّد عُلَماء موجود رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے انتہائی قلیل مُدت میں قرآن مجید حفظ کرلیا، آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فِقہ اور حدیث کی تعلیم بھی حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے دونوں علوم میں مہارت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا وعظ بھی فرماتیں۔ دوران وعظ بڑے بڑے مُحدّث اور فقیہ حیران رہ جاتے، جیّد علَما آپ رحمۃ اللہ علیہا سے فیض یاب ہونے کے لیے حاضرِ خدمت ہوا کرتے تھے۔ ان میں سرفہرست حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے جنہیں امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ معروف بزرگ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہا سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے مسلک کی بنیاد عشق الٰہی پر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کی حیات مبارکہ میں جو رنج والم کے نقوش ہیں یہ صرف اسی محبت کا ثمر ہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہا کو اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ سے تھی۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ہر وقت یادِ الٰہی میں چشمِ نم رہتیں۔ شاید ہی کبھی کسی نے ان کی آنکھوں کو خشک دیکھا ہو۔ کسی محفل میں اگر جہنم کا تذکرہ ہو جاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہا اس کی دہشت سے بے ہوش ہو جاتی تھیں۔ روایت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہا کی سجدہ گاہ ہمیشہ آنسوؤں سے تر رہتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے زیادہ وقت عبادات میں گزارا، اگر کبھی کسی سے بات کرنا ہوتی تو قرآن مجید کی آیات کا سہارا لے کر اپنا مُدعا بیان کرتیں۔ لوگوں نے پوچھا آپ رحمۃ اللہ علیہا ایسا کیوں کرتیں ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا، جو کچھ انسان بولتا ہے کراماً کاتبین اسے ضبطِ تحریر میں لاتے رہتے ہیں، اس لیے میری کوشش ہے کہ میں قرآن مجید کے علاوہ کچھ نہ بولوں تا کہ میرے منہ سے کوئی غلط بات نہ نکل جائے اور فرشتے اسے تحریر کر لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں ''اے مولا! میں تجھ سے دوہری محبت کرتی ہوں، ایک تو اس لیے کہ تو میرا محبوب ہے اور دوسرا اس لیے کہ تو اس قابل ہے کہ تجھ سے محبت کی جائے''۔

ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہا نے سات دن تک صرف پانی سے روزہ کھولا گھر میں کھانے کے لیے ایک لقمہ بھی نہیں تھا۔ افطار کا وقت قریب تھا کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا پر بھوک کا غلبہ ہوا۔ نفس نے آپ رحمۃ اللہ علیہا سے فریاد کی رابعہ! آخر تو کب تک مجھے بھوکا رکھے گی؟ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہا کے دل میں یہ خیال گزر رہا تھا کہ کسی شخص نے دروازے پر دستک دی آپ رحمۃ اللہ علیہا باہر تشریف لائیں تو ایک آدمی کھانا لیے کھڑا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے کھانا قبول کیا اور نفس کو مخاطب ہو کر فرمایا میں نے تیری فریاد سن لی ہے کوشش کروں گی تجھے مزید اذیّت نہ پہنچے۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہا نے کھانا فرش پر رکھ دیا اور چراغ روشن کرنے اندر چلی گئیں۔ واپس آئیں تو دیکھا ایک بلی نے کھانے کے برتن الٹ دیئے اور وہ زمین پر گرا ہوا کھانا کھا رہی تھی۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا بلی کو دیکھ کر مسکرائیں اور کہا شاید یہ تیرے لیے ہی بھیجا گیا تھا اطمینان سے کھا لے۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کو آلام و مصائب نے دنیا کی رنگینیوں اور رعنائیوں سے بیگانہ کر دیا تھا پھر اسی جذبہ کے پیشِ نظر آپ رحمۃ اللہ علیہا بے نیاز ہو گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے دنیا کی نفی کر کے دنیا بنانے والے سے لو لگالی، آپ رحمۃ اللہ علیہا نے خالقِ کائنات سے اپنا رشتہ جوڑا جو انمٹ ہے۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے روزِ اوّل سے ہی اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اقرار فرمایا اس کے باعث ان کی زندگی میں آنے والے تمام طوفان شکست خوردہ ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہا کامیاب و کامران اور بامراد ہوئیں اور بآواز بلند کہا بس تو ہی ہے اور تیرے سوا کوئی نہیں۔

مشق

1- درج ذیل سوالات کے مفصّل جواب لکھیے۔

(i) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے حالاتِ زندگی بیان کریں۔

(ii) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے کردار کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کو کس تاجر نے خریدا؟

(ii) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے آزاد ہونے کے بعد کیا کیا؟

(iii) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے مسلک کی بنیاد کس پر ہے؟

(iv) جب کبھی جہنم کا ذکر ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہا پر اس کے کیا اثرات ہوتے؟

3- درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

(i) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی آنکھیں یادِ الٰہی میں رہتی تھیں:

(ا) خُشک (ب) نم (ج) بند (د) کوئی نہیں

(ii) بصرہ میں قحط پڑا:

(ا) 105ھ میں (ب) 110ھ میں (ج) 115ھ میں (د) 120ھ میں

(iii) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے والد شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ تھے:

(ا) دلیر (ب) جوان (ج) قناعت پسند (د) نفاست پسند

(iv) زمین پر گِرا ہوا کھانا کھا رہی تھی:

(ا) چوہیا (ب) مرغی (ج) بلی (د) بکری

4- خالی جگہ پُر کیجیے۔

(i) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے انتہائی قلیل مدت میں قرآن .... کرلیا۔

(ii) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ہر وقت یادِ الٰہی میں .... رکھتی تھیں۔

(iii) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے روزِ اول سے ہی اللہ تعالیٰ کی .... کا اقرار فرمایا۔

(iv) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا .... ہجری میں پیدا ہوئیں۔

(v) حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی سجدہ گاہ ہمیشہ .... سے تر رہتی۔

سرگرمیاں

(i) طلبہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے بارے میں اہم باتوں پر مشتمل چارٹ بنا کر کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) توکل علی اللہ کے حوالے سے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی تعلیمات پر تفصیلاً روشنی ڈالتے ہوئے طلبہ کی کردار سازی کریں۔

زَرتُشت

زَرتُشت مذہب کے مطابق زَرتُشت ایران کے قدیم پیغمبر ہیں۔زَرتُشت مذہب کو ان کے نام سے ہی موسوم کیا جاتا ہے،جس کے بارے میں ہم دوسرے باب میں تفصیل سے پڑھ چکے ہیں لفظِ زَرتُشت کے معنی بڑا پادری، دستور، روحانی رہنماوغیرہ ہیں۔

حالاتِ زندگی

زَرتُشت کی پیدائش کے متعلق مختلف روایات پائی جاتی ہیں غالباً وہ میڈ یا یا باختریہ کے علاقہ میں ''پوروشاسپ''(Porushasep)زمیندار کے گھر (۶۶۰ ق م) میں پیدا ہوئے۔ان کا نام زرداشتر تھا جو کہ پہلوی زبان کا لفظ ہے جو فارسی میں زرتشت بن گیا۔زرداشتر بڑے پروہت یا پجاری کو کہتے ہیں۔ان کا تعلق آریا قوم کی ایک ذات سے تھا۔ان کے والد کا نام پوروشاسپ(Porushasep)اور والدہ کا نام دُہدُو(Duhdu)تھا۔

ابتدائی تعلیم

زَرتُشت نے بچپن میں تعلیم اپنے ایک استاد حکیم بزاں کرزل(Bazan Karzal) سے حاصل کی۔ذہین اس قدر تھے کہ ایک سال کے قلیل عرصے میں متعدد علوم، مذاہب، زراعت، گلہ بانی اور جراحی کے ماہر ہوگئے۔پندرہ برس کی عمر میں ان کی روحانی رسم ادا ہوئی، بعدازاں انہوں نے اپنے ملک کے دانشوروں، مسافروں، تاجروں اور سیاحوں سے مذاکرات اور مکالموں سے معلومات جمع کیں۔ان میں علم وفن سیکھنے کا بڑا جذبہ تھا۔

حصولِ عرفان

اَوِستا کے حوالے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زَرتُشت عرفان کے حصول کے لیے ایک بلندوبالا پہاڑ پر غوروفکر اور مراقبے میں وقت گزارا کرتے تھے۔یہ ایک دن بلند پہاڑی پر مراقبے میں تھے کہ آہورامزدا بجلی کی گرج چمک کے درمیان ظاہر ہوئے۔اور انہیں ''اوستا'' یعنی قانونِ زندگی عطا کیا گیا۔اس کے بعد آہورامزدا نے اسے سچے دین کے اصول سکھائے، آئندہ دس برس تک وحی کا سلسلہ جاری رہا اور اس کے اختتام پر زَرتُشتی روایات کے مطابق صرف ایک چچازاد بھائی ان پر ایمان لایا ورنہ اُن کی مخالفت ہوئی جیسا کہ گاتھا میں ہے۔

''میں کس زمین کی طرف بھاگ جاؤں اور کس طرف اپنے قدموں کو جھکاؤں؟ مجھے اپنے خاندان اور قبیلے سے نکال دیا گیا ہے، مجھے اپنے قبیلے کی حمایت بھی حاصل نہیں اور نہ مذہبی حکمرانوں کی، اے مالک! میں اپنا غم تجھے سناتا ہوں۔''

بالآخر آہورامزدا کی طرف سے اُنھیں حکم ہوا کہ وہ گشتاسپ بادشاہ کے دربار میں جائے اور اس کے سامنے حقائق کو بیان کرے۔

''گشتاسپ کے پاس نور وتجلی پاؤ گے، اسے کتاب سناؤ اور خالص دین کی طرف دعوت دو جو کچھ میری طرف سے تمہیں علم حاصل ہوا ہے وہ سب گشتاسپ کے سامنے رکھ دو کوئی چیز نہ چھپاؤ۔وزیروں کے سامنے یہ علم پیش کرو تا کہ وہ اہرمن کو چھوڑ دیں'' (گاتھا)۔

آخر بادشاہ گشتاسپ اس پر ایمان لے آیا۔اس کی بیوی، بھائی اور دووزیر بھی اس پر ایمان لائے۔گھوڑے کی معجزانہ صحت کے بعد ایک وزیر کی لڑکی

(Hvovi) سے زَرتُشت کی شادی ہوگئی۔ اس طرح شاہی خاندان سے تعلق قائم ہوگیا۔ بعد ازاں بادشاہ نے زَرتُشت کو (مذہبی راہنما) تسلیم کرلیا اور یوں پورے ایران وعراق میں آتش کدے قائم ہوگئے۔ آخر ایک جنگ میں زَرتُشت 77 برس (583 ق م) کی عمر میں مارے گئے۔

اوستا کی تعلیم

خدا ایک ہے۔ وہ اچھی روح (آہورامزدا) ہے۔ سب کو خدا پرستی کرنا چاہیے اور آہورامزدا کے احکامات کو مانتے ہوئے بری روح یعنی شیطان کو شکست دے کر دنیا سے تاریکی کو دور کرنا اور روشنی کو لانا چاہیے۔ افکار نیک، گفتار نیک اور کردار نیک کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ دشمن کو دوست بنانا اور بد کو نیک بنانا، جاہل کو علم دینا ہر خدا پرست کا دین (فرض) ہے۔ سب سے بڑی نیکی تقویٰ ہے۔ اس کے بعد دیانت داری ہے۔

تعلیمات

زرتشت کے فلسفہءِ اخلاق کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔ ۱۔ اندیشہءِ نیک ۲۔ گفتار نیک۔ ۳۔ کردار نیک۔

اس کے مقابل میں تین چیزوں سے بچنے کی تاکید ہے۔

۱۔ اندیشہءِ بد ۲۔ گفتار بد۔ ۳۔ کردار بد۔

ان کی بنیاد پر سارے اخلاق کی تعمیر ہوتی ہے۔

زَرتُشت کی نمایاں اخلاقی تعلیمات درج ذیل ہیں:

اچھائی، نیکی اور افضل چیز پاکیزگی ہے۔

راست بازی سب سے اہم ہے۔ اس سے زندگی میں آسانی پیدا ہوتی ہے

خدمتِ خلق اور امداد: زَرتُشت فرماتے ہیں کہ دوسروں کی اخلاقی امداد کرنی چاہیے نیز یہ امداد خندہ پیشانی سے ہونی چاہیے۔

خاندانی زندگی کی تاکید بھی زَرتُشت کی اخلاقی تعلیمات میں شامل ہے۔ عمل اور محنت کی زندگی مستحسن ہے۔ زَرتُشت خود آخر دم تک کھیتی باڑی کرتے رہے۔ ان کا فرمان ہے۔ ''وہ زمین جو بیکار پڑی رہتی ہے۔ اچھی نہیں لگتی جس طرح بانجھ بیوی کو لوگ پسند نہیں کرتے۔''

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) زَرتُشت کے حالاتِ زندگی تفصیل سے لکھیے۔

(ii) زَرتُشت کی اخلاقی تعلیمات کون کون سی تھیں؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) زَرتُشت نے بچپن میں تعلیم کس اُستاد سے حاصل کی؟

(ii) زَرتُشت کے والد کا نام کیا تھا؟

(iii) کس عمر میں زَرتُشت کی رُوحانی رسم ادا ہوئی؟

(iv) زَرتُشت کی والدہ کا نام کیا تھا؟

(v) زَرتُشت کے نزدیک مستحسن زندگی کون سی ہے؟

-3 دُرست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔

(i) لفظ زَرتُشت کے معنی ہیں:

(ا) دستورِ (ب) قانون (ج) اصول (د) ہدایت

(ii) زَرتُشت پیدا ہوئے:

(ا) 560ق م (ب) 660ق م (ج) 760ق م (د) 860ق م

(iii) انتقال کے وقت زَرتُشت کی عمر تھی:

(ا) 71 برس (ب) 73برس (ج) 75برس (د) 77برس

(iv) جو زمین بیکار پڑی رہتی ہے وہ:

(ا) رہنے دو (ب) اچھی نہیں لگتی (ج) اچھی لگتی ہے (د) بیچ دو

(v) زَرتُشت آخری دم تک......................کرتے رہے۔

(ا) کھیتی باڑی (ب) غلہ بانی (ج) سیر و سیاحت (د) پڑھائی

-4 خالی جگہ پُر کیجیے۔

(i) بانجھ بیوی کو لوگ......................نہیں کرتے۔

(ii) عمل اور محنت کی زندگی......................ہے۔

(iii) زَرتُشت ایران کے قدیم .... ہیں۔

(iv) دنیا نیک اور .... میں تقسیم ہے۔

(v) اچھائی، نیکی اور افضل چیز .... ہے۔

سرگرمیاں

(i) زَرتُشت کے حالاتِ زندگی پر ایک چارٹ بنا کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

(ii) زَرتُشت کی اخلاقی تعلیمات کے اہم نکات کو خوشخط لکھ کر آویزاں کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) طلبہ کو بذریعہ گلوب/نقشہ/انٹرنیٹ قدیم ایران کا شہر میڈیا یا باختریہ دکھائیں اور معلومات فراہم کریں۔

مقدس توما رسول

(Saint. Thomas, the Apostle)

مُقدس توما رسول کی ابتدائی زندگی یعنی اُن کی پیدائش، آبائی علاقے یا والدین کے بارے میں تاریخ خاموش ہے اور مختلف کتابوں میں جو معلومات درج ہیں وہ مصدقہ نہیں ہیں بلکہ محض قیاس آرائیوں پر مبنی ہیں۔

حالاتِ زندگی

مُقدس توما خداوند یسوع مسیح کے بارہ شاگردوں میں سے ایک تھے۔ جب خداوند یسوع مسیح نے منادی کرتے ہوئے کہا کہ ''توبہ کرو۔ کیونکہ خدا کی بادشاہی نزدیک آ پہنچی ہے۔'' تو بہت سے لوگ ان کے پیچھے ہو لیے اور ان کے پیروکار بن گئے۔ خداوند یسوع مسیح کے پیروکار ''شاگرد'' کہلائے۔ آپ نے ایک رات پہاڑ پر دُعا میں گزار دی، اور اگلے دن اپنے شاگردوں کو بلایا۔ اُن میں سے بارہ شاگردوں کو چنا۔ جنہیں خداوند یسوع مسیح نے ''رسول'' کا لقب دیا۔ ان بارہ رسولوں میں مقدس توما کا شمار ہوتا ہے۔

مقدس توما رسول کا کردار

آپ کی شخصیت نہایت دلآویز تھی۔ آپ خاموش طبع اور سنجیدہ شخصیت کے حامل تھے۔ آپ طبعاً غور و فکر کرنے کے عادی تھے۔ آپ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے ہر بات کی تہہ تک پہنچنا چاہتے تھے۔ آپ سریع الاعتقاد نہیں تھے اور اپنی رائے کو اس وقت تک ملتوی رکھتے تھے جب تک آپ کو ثبوت فراہم نہ ہو جائے۔ آپ مقدس پطرس کی طرح جلد باز نہیں تھے۔ مقدس تُوما رسول سکون کی خاطر تمام باتوں کو پرکھتے تھے۔

مُقدس تُوما رسول زندگی کے تاریک پہلو پر نظر کرتے اور گہرائیوں تک پہنچنے والے تھے۔ آپ کی افسردگی کی وجہ یہ تھی کہ آپ مختلف معاملات، مشکلات اور پیچیدگیوں کی گتھی سلجھانے میں لگے رہتے تھے اور غالباً یہی وجہ تھی کہ جب خداوند یسوع مسیح نے لوگوں کو اپنے پیچھے ہو لینے کی دعوت دی تو مقدس توما دنیا کے مال و دولت کو ٹھکرا کر آپ کے پیچھے ہو لیے۔

مُقدس توما رسول کی خدمات

مُقدس تُوما رسول خداوند یسوع مسیح کے حکم رسالت کے مطابق برصغیر آئے۔ وہ واحد رسول ہیں جو تبلیغ کے لیے رُوما کی سلطنت کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں چلے آئے۔ برصغیر میں مسیحیت کے پرچار کا سارا سہرا مقدس تُوما رسول کے سر ہے۔ آپ کو خداوند کی صداقت کی منادی کرنے کے دوران بہت سی تکالیف سے گزرنا پڑا، بالآخر آپ کے سچے جذبے اور لگن کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات کو قبول کر لیا۔ اس طرح برصغیر میں حق کا پیغام پہنچا۔ آپ 72 عیسوی میں مائیلاپور کے قریب ایک پہاڑی پر دعا کر رہے تھے کہ مخالفوں نے برچھی کے وار کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کو اسی پہاڑی پر دفن کیا گیا جہاں آپ کی شہادت ہوئی۔ بعد میں مسیحیوں نے اسی مقام پر ایک گرجا گھر تعمیر کیا، جو مقدس توما کتھیڈرل کہلاتا ہے۔ مقدس توما کا یومِ شہادت 3 جولائی کو منایا جاتا ہے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مُفصّل جواب لکھیے۔

(i) مُقدس تُوما رسول کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ مفصل بیان کریں۔

(ii) مُقدس تُوما رسول کی ہندوستان آمد پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) مُقدس تُوما کی وفات کا واقعہ بیان کریں۔

(ii) خُداوند یسوع مسیح کے شاگرد کن کو کہا گیا؟

(iii) رسول کا لقب کن کو دیا گیا؟

-3 دُرست جواب کے گرد دائرہ لگایئے۔

(i) مُقدس تُوما کا یومِ شہادت منایا جاتا ہے:

(ا) 3 جون (ب) 3 جولائی (ج) 3 اگست (د) 3 ستمبر

(ii) مُقدس تُوما کی شخصیت نہایت......................تھی۔

(ا) سادہ (ب) ہنس مکھ (ج) دلآویز (د) سخت

(iii) لفظ تُوما ہے:

(ا) اِسم معرفہ (ب) اِسم نکرہ (ج) اِسم جامد (د) اِسم آلہ

(iv) مُقدس تُوما کو......................شہید کر دیا گیا۔

(ا) 72ء میں (ب) 74ء میں (ج) 76ء میں (د) 78ء میں

(v) مُقدس تُوما نے حق کا پیغام پہنچایا:

(ا) روم میں (ب) یونان میں (ج) برصغیر میں (د) یورپ میں

سرگرمیاں

(i) مختلف کتب اور رسائل سے مقدس تُوما رسول سے منسوب کلیساؤں کی تصاویر اور جگہوں کے نام لکھ کر چارٹ بنائیں اور کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) خداوند یسوع مسیح کے بارہ شاگردوں کے نام طلبہ کو ازبر کروائیں اور ان کا چارٹ بنا کر آویزاں کریں۔

فرہنگ

مذاہب کا تعارف

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
قلیل	تھوڑا	طہارت	پاکیزگی	افکار	فکر کی جمع
امتیازی	خصوصی	بِلا استثنا	علیحدہ کیے بغیر	ضابطہ حیات	زندگی گزارنے کا طریقہ
مامور	مقرر	نقوش	نقش کی جمع، چھاپ	پوجا پاٹ	عبادت
ماخوذ	اخذ کیا ہوا/ لے لینا	طریق حیات	زندگی کا طریقہ	مترادف	ہم معنی
کارِ خیر	نیک عمل	خصلتیں	عادتیں	فرسودہ	پرانا

انسان کی ترقی میں مذہب کا کردار

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
انتشار	پریشانی	خلفشار	گڑبڑ	سرسری مطالعہ	بغیر غور و فکر کے پڑھنا
حقوقِ زوجین	میاں بیوی کے حقوق	کمال	مہارت	استفادہ	فائدہ
بیگانگی	اجنبیت	باسی	پُرانا/ مرجھایا ہوا	شرافت	بزرگی
مرہونِ منت	جس کی وجہ سے				

مذہب زرتُشت

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
زرتُشت	روحانی راہنما	گفتار نیک	اچھی گفتگو	آتش کدہ	آتش پرستوں کی عبادت گاہ
ماہرِ لسانیات	زبانوں کا ماہر	کردار نیک	اچھے عمل	جوق در جوق	گروہ کے گروہ
عزم	ارادہ	ارواحِ خبیثہ	بُری روحیں	ازل	شروع
آلائش	گندگی	غالب آنا	جیت جانا	قلبِ انسانی	انسان کا دل
فسق و فجور	بدکاری/ گنہگاری	مسکن	رہنے کی جگہ	حق و راستی	سچائی
عصیاں	گناہ	قبیح	بُرا	حزن	غم
ستائش	تعریف	ضمیر	دل/ نفس	حیات بعد الممات	موت کے بعد زندگی
نذر و نیاز	تحفہ دینا	نجات دہندہ	رہائی دلانے والا	ہمکنار	ملنا

بھجن	مذہبی گیت	کفارہ	گناہ کا بدلہ	طاہر	پاک
ملتجی	التجا کرنے والا	فکرِ جمیل	اچھی سوچ	بہشت	جنت

پاکستان میں مذہبی تہوار (عیدالاضحیٰ، ایسٹر)

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
خلیل اللہ	اللہ کا دوست	فقیدالمثال	جس کی کوئی مثال نہ ہو	ذبیح اللہ	اللہ کے راستے میں ذبح کیا ہوا
شفقتِ پدری	باپ کی محبت	سرخرو	کامیاب	شعائرِ اسلام	اسلام کے طریقے
صاحبِ نصاب	صاحبِ حیثیت	مستحقین	حقدار	پیشین گوئی	اندازہ لگانا
پاتال	دوزخ				

ہولی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
پُرتکلف	بڑے اہتمام سے تیار کیا ہوا	گورو کُل	درس گاہ	سنسار	دنیا
پرجا	عوام	اپنشد	ہندوؤں کی مذہبی کتابیں	بیزاری	اکتاہٹ

نوروز

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
جوش وخروش	بہت زیادہ شوق سے	ریل پیل	زیادتی / کسی چیز کا زیادہ ہونا	پکنک	گھر سے باہر کسی پُرفضا مقام پر کھانا پینا
موہ لینا	متاثر کرنا	خاصیت	خوبی	متصور	تصور کرنے والا
ذوق	مزہ	افشاں	سونے چاندی کا برادہ	اعتقاد	عقیدہ

پابندیٔ وقت دراصل تعمیرِ ملت ہے!

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
سنجیدگی	بردباری	راہِ راست	سیدھا راستہ	تاخیر	دیر
تجسس	تلاش	شکست	ہار	فاتح	فتح کرنے والا
جرنیل	فوجی افسر	ٹولی	گروہ	تعمیرِ ملت	قوم کی ترقی
لاپرواہ	غیر ذمہ دار				

اخوت میں قوت

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
انہماک	توجہ	عنوان	موضوع	نادار	غریب
استقبال کرنا	خوش آمدید کہنا	پرشکوہ	عظمت والا	سراہا	تعریف کی
سمیٹنا	اکٹھا کرنا	مفلس	غریب	حوصلہ افزائی	حوصلہ بڑھانا
لاچار	بے بس/ بے چارہ	فلاحی تنظیم	لوگوں کی بہتری کے لیے کام کرنے والا غیر سرکاری ادارہ	مخیر	خیرات کرنے والا/سخی
تعصب	طرف داری	مداوا	علاج		

آؤ مل کر کھیلیں

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
ہانپتے ہوئے	سانس پھولا ہوا	نفی میں سر ہلایا	انکار کیا		

میرے دوست

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
دل گرفتگی	غم	خوانچہ فروش	گھوم پھر کر چیزیں بیچنے والا	بخوشی	خوشی کے ساتھ
اُلجھن	بے چینی				

ہم ایک ہیں

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
کش لینا	کھینچنا	انتھک	بغیر تھکے	شگاف	درز، سوراخ
کسی	پھاوڑا/ زرعی آلہ	مزارع	کسی کی زمین پر کھیتی باڑی کرنے والا	کمہار	مٹی کے برتن بنانے والا
رنبہ	زرعی آلہ				

خوشحالی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
نوبت	حالت	فاقوں	بھوکا رہنا	خیر مقدم	خوش آمدید
اِشتیاق	شوق	لاگت	خرچہ		

سکول میں ایمانداری

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
کانسٹیبل	سپاہی	درس	سبق، نصیحت	شعار	چلن، طریقہ
چبوترہ	بیٹھنے کی اونچی جگہ	محافظ	حفاظت کرنے والا	سول جج	دیوانی مقدمات کا فیصلہ کرنے والا
خراجِ تحسین	تعریف	نشر کرنا	خبر مشہور کرنا	مستحق	حق دار

معاشرے میں ایمانداری

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
دیکھ بھال	نگرانی	رنگ برنگے	مختلف رنگوں والے	باغبان	باغ کا دھیان رکھنے والا
انواع	نوع کی جمع، طور، شکل	ماہر	کاریگر	جتن	طریقے
مایوسی	بے آس-نامرادی	اقسام	قسم کی جمع	ناکارہ	کسی کام کا نہیں

ہمیشہ سچ بولو

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
آزمودہ	دیکھا بھالا	سیر	وزن کی اکائی	ترازو	وزن کرنے والا آلہ
کمبختی	بدنصیبی	چالاک	ہوشیار	طاس	تھال
ناؤ	کشتی	بے حیا	بے شرم	چٹ کرنا	نگل جانا
بے باک	بہادر	مجرد	اکیلا	بے دھڑک	بے خوف

غلطی کا اعتراف

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
رَو	قطار	لیکچر	درس	وارننگ	خبردار کرنا
برپا کرنا	مچانا	پہل	ابتدا/شروع	شرمندہ	شرمسار
گھورنا	تیز نگاہ سے دیکھنا	رنگ اُڑ جانا	ڈر جانا	نظرانداز کرنا	توجہ نہ دینا
گھبراہٹ	پریشانی				

ایک گائے اور بکری

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
چراگاہ	جانور چرانے کی جگہ	ماجرا	واقعہ	سلیقہ	سمجھ
سراپا	حُلیہ	گلہ	شکوہ	کلام	بات
رواں	جاری	کھٹکا	اندیشہ	پالا پڑنا	واسطہ پڑنا
بے شمار	ان گنت	زیبا	موزوں	کٹ رہی	گزر رہی
پچھتانا	پشیماں ہونا	لطف	مزہ	احسان	نیکی
گزران	گزارہ				

گفتگو کے آداب

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
ہم جولی	ہم عمر	کوتاہیاں	غلطیاں	آوازیں کسنا	طنز کرنا
اعزہ واقارب	رشتہ دار	ٹھیس	چوٹ	افضل	بہترین،نہایت اچھا
بے تابی	بے چینی	کنایہ	اشارہ	لڑکھڑانا	ڈگمگانا
تمھادی	پکڑادی	پُرتکلف	اہتمام کے ساتھ	قوت گویائی	بولنے کی طاقت
ماجرا	واقعہ	باتونی	زیادہ باتیں کرنے والا	معذرت	معافی
بے ہنگم	غیر موزوں	دھیمہ	ہلکا	اجتناب	پرہیز کرنا
رعب	دبدبہ	شفقت	محبت	کبیرہ	بڑا
غیبت	پیٹھ پیچھے بُرائی	حواس باختہ	گھبرایا ہوا		

اشاروں کی زبان

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
ہلچل	کھلبلی	سہمی سہمی	ڈری ڈری	موخر	بعد والا
حرکات وسکنات	چلنا پھرنا	کانسٹیبل	سپاہی	قواعد گرائمر	زبان دانی کے اُصول
شرکا	شریک کی جمع، افراد	تمسخر اُڑانا	مذاق اڑانا	یک زبان	ایک زبان

ٹیلی کمیونیکیشن

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
انقلاب	بنیادی تبدیلی	ٹیلی	دُور	مواصلات	ذرائع خبر رسانی
اشرف المخلوقات	تمام مخلوق سے اعلیٰ	خلل	رکاوٹ	خون پسینے کی کمائی	محنت سے کمایا ہوا پیسہ
اجتناب	پرہیز کرنا	مستفید ہونا	فائدہ پہنچانا	کنایہ	اشارہ
اخلاق	خُلق کی جمع، اچھا برتاؤ	بے راہ روی	بدچلنی، آوارگی	بالمشافہ	آمنے سامنے

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
طبعاً	فطرتاً	جید عالم	زبردست علم والے	حُزن	غم
قناعت پسند	جو مل جائے اس پر راضی رہنے والا	محدث	حدیث کا عالم	کبریائی	بڑائی
بیزار	اُکتایا ہوا	فقیہ	فقہ کا عالم	شکست خوردہ	ہارمانا ہوا
دراز	لمبی	انمٹ	نہ مٹنے والا	پائیداری	مضبوطی
مفارقت	جدائی	بامراد ہونا	خواہش پوری ہوجانا	مسلک	طریقہ
قحط	شدید کمی	ثمر	پھل	اذیت	تکلیف
خفیف	ہلکا	اِستقامت	کسی بات پر قائم رہنا		

زرتُشت

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
سچائی	راست بازی	دنیا کو ترک کر دینے والا	گوشہ نشین	تحقیق کرنے والے	محققین
خوش مزاجی	خندہ پیشانی	تقسیم شدہ	بٹا ہوا	زرتشت مذہب کے پیغمبر کا نام	زرتشت
نیک/ پسندیدہ	مستحسن	سر سے پاؤں تک	سراپا	فکر کی جمع، سوچ بچار	افکار
		سچائی	صداقت	خاندانی زندگی	عائلی زندگی

مقدس تُوما رسول

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
اعلان	منادی	جلدی مان جانے والا	سریع الاعتقاد	ساتھ	رفاقت
ڈوبا ہوا	غرق	خلوص سے	مخلصانہ	عزت	سعادت
نافرمان/ باغی	سرکش	اُلجھنوں	پیچیدگیوں	اٹھنا بیٹھنا	نشست و برخاست
جان ہتھیلی پر رکھنا	جاں بکف	مشکل حل کرنا	گتھی سلجھانا	عزت	شرف
تبلیغ	پرچار	وہ شخص جو آدمی کی اہلیت اور قابلیت کو جانچ لے	مردم شناس	ہمیشہ	دوامی
جان قربان کرنا	سرفروشی	توجہ	رُجحان	روشن دلائل	بینات
نام کی پرچی نکالنا	قرعہ	خاص خوبی	طرہ امتیاز	عادت	خصلت

قومی ترانہ

پاک سَرزمین شاد باد — کِشورِ حَسِین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان — ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سَرزمین کا نِظام — قُوّتِ اُخُوّتِ عوام
قوم ، مُلک ، سلطنت — پایندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پَرچمِ ستارہ و ہِلال — رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال — جانِ اِستقبال
سایۂ خدائے ذُوالجلال

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور